Digitized By Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ

خالد

ربوہ

جلد ۱۵ — شمارہ ۶

ماہ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ — احسان ۱۳۴۸ھش

جون ۱۹۶۹ء

مدیر اعلیٰ:- محمد اسلم شاد منگلا

مدیر:- حیدر علی ظفر

نائبین:- منصور احمد خاں۔ ظہیر الدین منصور احمد

معاونین:- عرفان احمد خان۔ مرزا خلیل احمد قمر

قیمت سالانہ چھ روپے ۔ قیمت فی پرچہ ۶۰ پیسے

(محمد شفیق قیصر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ترتیب

Digitized By Khilafat Library Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اداریہ

آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر جب اپنے ربّ کی خاص تجلّی دیکھنے کی شدید آرزو کی اور مچل بیٹھے کہ میرے ربّ مجھے ضرور اپنا چہرہ دکھلا یعنی وہ چہرہ جس کی رویت انسانِ کامل کے لئے مقدر ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں "لن ترانی" کا جواب دیا۔ یعنی تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔

دلولۂ عشق اور حسن ازل کے مابین یہ ناز و نیاز کا ماجرا جب سے کوہِ طور کی رفعتوں پر گزرا ہے انسانی فکر کو اس نے اپنی پُر اسرار دلچسپی کا اسیر کر رکھا ہے۔ معراج کی آخری منزل تک پہنچنے سے قبل انسانیت نے جو طویل سفر طے کیا۔ اس کی راہ میں یہ ایک ایسا چمکتا ہوا سنگِ میل ہے جو قربِ منزل کا پتہ دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی نمایاں حقیقت کے پیش نظر اپنی ازلی اور ابدی کتاب قرآن کریم میں اسے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرما دیا۔ اور ہر سال دنیا کے ہر خطے میں کروڑوں مرتبہ تلاوت کرنے والوں کی زبان پر یہ داستانِ عشق جاری ہوتی ہے۔

جب سے قرآن کریم نے اس کی یاد کو از سرِ نو زندہ کیا ہے ہزاروں شاعروں نے مذہب کی اس رنگین رومانی داستان کو اپنے شعروں میں گوندھا۔ لاکھوں صوفیاء نے اس کے معانی کے سمندر میں اَن گنت غوطے لگائے اور اَن گنت علماء نے اپنی اپنی ہمت اور معرفت کے مطابق درسوں میں اس کے مضامین پر روشنی ڈالنے کی سعی کی۔ اور جب تک انسان کے لئے اس خطۂ ارض پر بسنا مقدر ہے شک نہیں کہ یہ داستان بھی اس کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے گی۔

ہزاروں سال سے یہ سوال ذہن انسانی کو الجھائے ہوئے ہے۔ کہ "لن ترانی" یعنی "تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا" کا ارشادِ خداوندی کیا عشقِ انسانی کے لئے ایک قطعی مایوسی کا پیغام لاتا ہے۔ یا لامتناہی اُمید کا؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مقامات پر اس واقعہ کی جو توضیح فرمائی ہے وہ "لن ترانی" کو ایک مایوس کن جواب کے طور پر نہیں بلکہ امید کے ایک عظیم الشان پیغام کے طور پر پیش کرتی ہے لُبِ لباب اس کا یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انسانی ترقی کے ایک نہایت بلند اور رفیع الشان مقام پر فائز تھے گویا روحانی لحاظ سے ترقی کا ایک طُور تھے۔ مگر انسانی استعدادوں کے لئے روحانی ارتقاء کی جو آخری منزل مقدر تھی وہ اس طورِ سینا سے بہت زیادہ بلند و بالا تھی۔ پس "لن ترانی" کہہ کر کامل رویت کی التجاء کو رد کرنا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات میں انسانیت کو جو رفعت نصیب ہوئی ابھی اس سے بہت زیادہ بلند و بالا رفعتیں اس کے مقدر میں لکھی ہیں۔ جن کا منتہیٰ سید ولد آدم ہمارے آقا و مولیٰ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہونا تھا۔ پس اللہ تعالےٰ کی وہ رویت جو اس ارفع مقام پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہونی تھی۔ وہ ایک ایسی عظیم اور پُرشوکت تجلی تھی کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قوٰی کے سوا کسی اور نبی کے قوٰی اسے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ خواہ تمثیلاً وہ کوہِ طور کی بلند چٹانوں کی طرح عظیم اور پر ہیبت ہی کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ تمثیلاً اور کشفاً اسی رویت کے ایک ادنیٰ جلوے سے کوہِ طور کے ریزہ ریزہ ہو جانے کا نظارہ اسی حقیقت کے تصویری اظہار کے طور پر تھا۔

امتِ محمدیہ کے لئے بھی اس واقعہ میں ایک عظیم الشان خوشخبری ہے جس کا دور قیامت تک منقطع نہیں ہو سکتا۔ اور وہ خوشخبری یہ ہے کہ امتِ موسوی کو اگر اپنے آقا کی پیروی میں زیادہ سے زیادہ کوہِ طور کی رفعتوں تک بلندی عطا ہو سکتی تھی اور اپنے رب کی صرف وہی شان ان پر ظاہر ہو سکتی تھی۔ جو موسیٰ علیہ السلام پر ظاہر ہوئی۔ مگر امتِ محمدیہ کے لئے اپنے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ماوراء الطور کی رفعتیں لکھی گئی ہیں۔ جنہیں قرآن کریم فَوْزًا عَظِیْمًا کے الفاظ سے یاد کرتا اور کبھی فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ کی خوشخبری دے کر بیان فرماتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام امتِ محمدیہ اور گذشتہ تمام امتوں کے درجات کے اس فرق کو اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:۔

ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

کئی مرتبہ غالب کے ایک شعر پر غور کرتے ہوئے مجھے یہ خیال گذرتا ہے کہ غالب بھی اس سچائی کی کچھ نہ کچھ روشنی پا گیا تھا جب اس نے کہا۔

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب ؟ آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی۔

ہاں۔ نہ تو سب کو ایک سا جواب ملنا فرض تھا۔ نہ ملا۔ اور جب ہمارے آقا و مولیٰ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے دیدار کی تمنا کی تو سات آسمانوں کے ابواب آپ پر کھول دیئے گئے۔ اور ان بلندیوں پر آپؐ نے قدم رکھا جہاں کسی مخلوق کا تصور بھی قبل ازیں نہ پہنچا تھا۔ اور پھر ایک مرتبہ ہی نہیں دو مرتبہ آپ کو اپنے رب کی طرف سے وہ رویت نصیب ہوئی۔ اور وہ وحی آپؐ کے قلبِ مصفّیٰ پر نازل ہوئی کہ جس کے بیان کی زبانِ انسانی اور جس کی نوعیت ادراک کی فکرِ انسانی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اتنا سمجھ سکتے ہیں کہ:۔

فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ○ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ○

عزیز خدام بھائیو! اس آخری مقام سے قبل بھی بڑی رفیع الشان منازل ہیں جن تک پہنچنے کیلئے مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ کا باب آج بھی اسی طرح وا ہے جس طرح اس سے پہلے وا تھا۔ آج بھی یہ صلائے عام جاری ہے کہ

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی۔

خاکسار مرزا طاہر احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

قال اللہ

معارف القرآن

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ٥

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"نماز باجماعت سے پہلے امام کے نماز پڑھانے کے قریب وقت میں اذان کے کلمات تھوڑی زیادتی کے ساتھ دہرائے جاتے ہیں۔ ان کلمات کو اقامت کہتے ہیں۔ اور نماز باجماعت بھی ان معنوں کی رُو سے اقامۃ صلوٰۃ کا مفہوم رکھتی ہے ہمارے ملک میں بھی کہتے ہیں نماز کھڑی ہو گئی ہے اس محاورہ کے مطابق یقیمون الصلوٰۃ کے معنی ہونگے۔ کہ وہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور دوسروں سے ادا کرواتے ہیں۔

نماز باجماعت کی ضرورت کو عام طور پر مسلمان بھول گئے ہیں۔ اور یہ ایک بڑا موجب مسلمانوں کے تفرقہ اور اختلاف کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت میں بہت سی شخصی اور قومی برکتیں رکھی گئی تھیں۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے انہیں بھلا دیا قرآن کریم نے جہاں بھی نماز کا حکم دیا۔ نماز باجماعت کا حکم دیا ہے خالی نماز پڑھنے کا کہیں بھی حکم نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت اہم اصل دین میں سے ہے بلکہ قرآن کریم کی آیات کو دیکھ کر کہ جب بھی نماز کا حکم بیان ہوا ہے نماز باجماعت کے الفاظ میں ہوا ہے تو صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک نماز صرف تبھی ادا ہوتی ہے کہ باجماعت ادا کی جائے۔ سوائے اس کے کہ ناقابل علاج مجبوری ہو۔ پس جو کوئی شخص بیماری یا شہر سے باہر ہونے یا نسیان یا دوسرے مسلمان کے موجود نہ ہونے کے عذر کے سوا نماز باجماعت کو ترک کرتا ہے خواہ وہ گھر پر نماز پڑھ بھی لے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ اور وہ نماز کا تارک سمجھا جائیگا۔

قرآن کریم میں نماز پڑھنے میں جہاں بھی حکم آیا ہے اقیموا الصلوٰۃ کے الفاظ سے آیا ہے کبھی بھی خالی صلوا کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔ یہ امر اس بات کی واضح دلیل ہے۔ کہ اصل حکم یہ ہے کہ فرض نماز کو باجماعت ادا کیا جائے اور بغیر جماعت کے نماز صرف مجبوری کے ماتحت جائز ہے۔ جیسے کوئی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے۔ تو اسے بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے۔ پس جس طرح کوئی کھڑا ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو لیکن بیٹھ کر پڑھے تو یقیناً وہ گناہ گار ہوگا اسی طرح جسے باجماعت کا موقع مل سکے۔ مگر وہ باجماعت نماز ادا نہ کرے تو وہ بھی گناہ گار ہوگا۔

آجکل بہت سے لوگ ایسے ملتے ہیں۔ جو باجماعت نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں

اور باتوں میں مشغول رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ نماز ہو چکتی ہے۔ پھر افسوس کرتے ہیں کہ نماز چلی گئی۔ ان کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ معمولی سی غفلت سے بہت بڑے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں"۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل جزء اوّل)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

قال الرسول

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔ مَنْ تَطَهَّرَ فِیْ بَیْتِهٖ ثُمَّ مَضٰی اِلٰی بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ لِیَقْضِیَ فَرِیْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ کَانَتْ خُطُوَاتُهٗ اِحْدٰهَا تَحُطُّ خَطِیْئَةً وَالْاُخْرٰی تَرْفَعُ دَرَجَةً۔ (مسلم باب المشی الی الصلوٰۃ)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنے گھر سے وضو کیا۔ پھر وہ اللہ کے گھر یعنی مسجد کی طرف گیا۔ تاکہ وہاں فرض نماز ادا کرے۔ تو مسجد کی طرف جاتے ہوئے جتنے قدم اس نے اٹھائے ان میں سے اس کے ایک قدم سے اگر ایک گناہ معاف ہوگا۔ تو دوسرے قدم سے اس کا درجہ بلند ہوگا۔

---

(۲) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ دَرَجَةً۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا افضل ہے۔

ملفوظات

پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں؟

Digitized By Khilafat Library Rabwah

پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں؟ وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں۔ جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں۔ اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے۔ پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا۔ یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلّی اور خوش حالی میں خلل ڈالا۔ سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا۔ اس کے مقابل پر نماز ظہر متعیّن ہوئی۔ جس کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلّی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے۔ سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے۔ اور نظر اس پر جم سکتی ہے۔ اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

تیسرا تغیر تم پر اس وقت آتا ہے۔ جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلّی اُمید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرار داد جرم لکھی جاتی ہے۔ اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گذر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں۔ اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے۔ جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے۔ کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے۔ اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے۔ مثلاً جبکہ فرد قرار داد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے۔ اور قید کے لئے ایک پولس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے۔ اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نمازِ عشاء مقرر ہے۔

پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو۔ تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے۔ اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے۔ مثلاً جیسے تاریکی کے بعد آخرکار صبح نکلتی ہے۔ اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے۔ سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نمازِ فجر مقرر ہے۔ اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو۔ کہ ان بلاؤں سے بچے رہو۔ تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو۔ کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نمازیں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔ تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء و قدر تمہارے لئے لائیگا۔ پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو۔ کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

(کشتی نوح صفحہ ۶۸)

تصحیح

گذشتہ ماہ کے شمارہ میں صفحہ ۹ پر صدرِ محترم کے پیغام کے سلسلہ میں دو اشعار سہوِ کاتب سے غلط چھپ گئے تھے۔ صحیح اشعار درج ذیل ہیں۔ قارئین درستی فرمالیں:-

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل
کجا دانند حالِ ما سبک بارانِ ساحلہا

(حافظ)

ہوا مخالف و شب تار و بحرِ طوفاں خیز
گسستہ لنگرِ کشتی و ناخدا خفت است

(غالب)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خدام الاحمدیہ کا ضروری پروگرام

ارشاد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

اگر ہم انسانی اقدار کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں خدمت کی روح کو زندہ کرنا پڑے گا۔ اور اس خدمت کی زندہ روح کو لے کر کام کے میدان میں سرگرم عمل رہنا خدام الاحمدیہ کا ضروری پروگرام ہے خدام الاحمدیہ اس نکتہ کو سمجھتے ہوئے اس کام میں لگ جائیں۔ کیونکہ خدمتِ اسلام و احمدیت تقاضا کرتی ہے خدمتِ انسان کا۔ جو شخص انسان کی خدمت نہیں کرتا۔ وہ احمدیت کی خدمت نہیں کرتا۔ احمدیت اور اسلام ایک ہی چیز ہیں۔ اور اسلام نے بنی نوع انسان کی بحیثیت بنی نوع انسان خدمت کی ہے۔ وہ ایک انسان کو بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے انسان کی خدمت کرنی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک دہریہ جو مجھ کو گالیاں دیتا ہے۔ (تم نے اس کے حقوق کو بھی تلف نہیں کرنا) اس کے حقوق کی بھی تم نے حفاظت کرنی ہے۔ تب یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ کسی وقت اپنے پیدا کرنے والے رب کی طرف رجوع کرے۔ اگر تم اس کے حقوق تلف کروگے۔ تو وہ کونسی اجنبی دنیا میں دیکھے گا۔ جو یہ ثابت کرے گی کہ پیدا کرنے والے رب کی ربوبیت سے کوئی انسان باہر نہیں۔

پس خدام الاحمدیہ کا کام ہے انسان کی خدمت۔ اس کے بغیر نہ اسلام کی خدمت ہو سکتی ہے اور نہ خدا تعالیٰ کے احکامِ عبادت کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ آپ اس خدمت کے جذبہ کو اس خدمت کی روح کو زندہ رکھ کر کام کریں۔ اور دنیا کو خدا کے نام پر اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے ماتحت اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور کریں۔ کہ واقعی مسلمان بنی نوع انسان کا خادم ہوتا ہے اگر آپ اسلام کے خادم ہونے کی حیثیت میں بنی نوع انسان کو یہ تسلیم کروا دیں کہ اسلام کا خادم بنی نوع انسان کا خادم ہے تب وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان احسانوں کو سمجھنے لگیں گے جو واقعتہً آپ نے ان پر کئے ہیں اور جنکو وہ اس وقت سمجھتے نہیں اور جس کے بغیر محبت اور پیار کا وہ تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ جو بنی نوع انسان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونا چاہئے۔ پس خدام الاحمدیہ روحِ خدمت کے ماتحت اپنے پروگراموں پر عمل کریں۔ اور انشاء اللہ روحِ تربیت کو زندہ رکھتے ہوئے اپنے پروگرام پر عمل کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍۵؍۶۸)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

محترم پروفیسر بشارت الرحمن صاحب ایم اے

قرآن کریم اور تربیت کے بعض اصول

قرآن کریم میں سورتوں کے نام بھی اللہ تعالیٰ کی وحی جلی یا خفی سے رکھے گئے ہیں۔ سورتوں کے نام ان کے مضامین کے مرکزی نقطوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ سورۂ لقمان کا نام ایک ایسے بزرگ کے نام پر ہے جس نے اپنے بیٹے کی بہترین رنگ میں تربیت کی گویا سورۂ لقمان کا مرکزی مضمون ہی یہ ہے کہ ماں باپ کو یا ان لوگوں کو جو بمنزلہ ماں باپ کے ہوں بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کس رنگ میں اور کن طریقوں سے کرنی چاہیئے۔ ضمناً اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے۔ کہ وہ شخص جو اپنے اندر کسی نوجوان یا بچے کے لئے پدری شفقت یعنی ماں باپ جیسا تعلق اور محبت (بے شک ان سے کم ہی ہو) نہیں پاتا۔ وہ تربیت کرنے کا اہل نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے یہ بات بھی اس سورۃ سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ نوجوان یا بچہ ہی کسی بڑے کی تربیت قبول کر سکتا ہے۔ جو اپنے آپ کو اس کے سامنے بمنزلہ بیٹے کے سمجھے (خواہ یہ احساس حقیقی ماں باپ والے تعلق سے کتنا ہی کم ہو) اب تربیت کے بعض وہ گُر بیان کئے جاتے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ لقمان میں فرمایا ہے:۔

(۱) اللہ تعالیٰ اس سورۃ کے شروع میں ہی فرماتا ہے کہ اس سورۃ کے مضامین محسنین کے لئے راہنمائی اور رحمت کا موجب بنیں گے۔ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسروں کی وہی لوگ تربیت کر سکتے ہیں جو محسنین کے زمرہ میں شامل ہوں۔ احسان کے دو معنی ہیں:۔

(ا) کسی کو اس کے حق سے بڑھ کر دینا۔

(ب) اپنے ہر کام میں ایک حسن پیدا کرنا۔ اس طرح کہ جس زاویۂ نگاہ سے بھی اس کا جائزہ لیا جائے وہ جائز اعتراض کا محل نہ بن سکے۔ یعنی ہر کام کو بہترین انداز اور قرینے اور پر حکمت طریقے سے سرانجام دینا۔ انہیں معنوں میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

يُحْسِنُوْنَ الْحُسْنٰى

کہ وہ بہترین نیکی کو بہترین طریق سے بجا لاتے ہیں۔

(ج) احسان کے تیسرے معنی ہیں اپنے حسن کو مندرجہ بالا دونوں طریق سے متعدی بنانا۔ وہ نیک صفات جو کسی کے اپنے اندر موجود ہوں دوسرے وجودوں کو بھی ان کے رنگ میں رنگین کر دینا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ تربیت وہی کر سکتا ہے جو پہلے خود صفات حسنہ اپنے اندر رکھتا ہو اور روحانی و اخلاقی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

طور پر تندرست ہو۔ جو شخص خود بیمار ہے۔ وہ دوسروں کو کیا شفا دے گا؟ جو شخص خود اندھا ہے وہ دوسروں کو کیا راہ دکھلائے گا؟

پس تربیت کے لئے سب سے مقدم عملی نمونہ ہے جس کا خود بخود دوسروں کے قلوب پر زبردست اثر پڑتا ہے۔ یہی معنی اس قول کے ہیں۔ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ۔ یعنی کسی کی اپنی ذاتی استقامت ہزار دوسری کرامتوں سے بڑھکر مؤثر اور نتیجہ خیز ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا گر جو اس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ

اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ

یعنی وہ لوگ نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور اُسے بہترین رنگ میں سنوار سنوار کر ادا کرتے ہیں اور ان میں دعاؤں کا پورا حق ادا کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ تربیت کا سب سے بڑا گر دعا ہے۔ جو شخص کسی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ وہ اس کی تربیت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قلب انسانی کو بدلنا صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِہٖ۔

یعنی ایک بندے اور خود اس کے اپنے دل کے درمیان خدا تعالیٰ دیوار کی طرح حائل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی وساطت اور مدد کے بغیر کوئی شخص اپنے دل کی بھی اصلاح نہیں کر سکتا۔ کجا یہ کہ دوسروں کی تربیت کر سکے۔

(۳) تیسرا گر جو اس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ۔ کہ وہ لوگ اپنی تمام خدا داد نعمتوں اور طاقتوں میں خدا کی دوسری کمزور مخلوق کو شریک بناتے ہیں۔ ایسا کرنے میں ان پر احسان نہیں کرتے۔ بلکہ ان کا حق ان کو دیتے ہیں۔ کیونکہ زکوٰۃ کوئی احسان نہیں بلکہ غرباء اور کمزور مخلوق کا امراء اور اعلیٰ مخلوق کی خدا داد نعمتوں اور اموال میں ایک حق ہے جو وہ حاصل کرتے ہیں۔

پس جو شخص کسی دوسرے کے لئے اپنے اموال یا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دوسری طاقتوں اور استعدادوں کو خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں وہ بھی تربیت کرنے کا اہل نہیں۔

(۴) چوتھا گر یہ بیان کیا گیا ہے کہ

وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ

کہ وہ اپنے کاموں اور دعاؤں کے بعد ان کے نیک نتائج کے حصول پر پورا پورا یقین رکھتے ہیں۔ ان کو کبھی یہ گمان نہیں ہوتا کہ کسی کے لئے ان کی کوئی دعا یا کوئی حسن سلوک یا کوئی قربانی رائیگاں جائے گی۔ وہ پورے یقین سے خدا تعالیٰ کی مخلوق کی تربیت کرتے ہیں۔ اور ان کا یہ یقین دوسرے لوگوں کے قلوب پر منعکس ہوتا ہے اور اثر پیدا کر دیتا ہے۔ ع

Digitized By Khilafat Library Rabwah

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

(۵) پانچواں گُر یہ ہے کہ تربیت کرنے والے خود اللہ تعالیٰ کے راستے سے غافل کرنے والی چیزوں لاؤ لغویات سے مجتنب رہیں۔ جیسا کہ اس سورۃ کی یہ آیت اس مضمون کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ
لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

یعنی لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والے امور کو خریدتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بغیر علم کے خدا کے راستے سے لوگوں کو گمراہ کر دیتے ہیں۔

(۶) چھٹا گُر یہ ہے کہ جن امور کے سلسلے میں تربیت دینی مقصود ہو۔ ان کی پوری پوری اہمیت کو دلوں میں قائم کیا جائے، اور ان کو ہنسی کے قابل چیز نہ بنایا جائے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا آیت کے ساتھ ہی فرمایا۔

وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا۔

یعنی بعض لوگ خدا تعالیٰ کے دین سے تمسخر اور ہنسی کرتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں اس کی پوری اہمیت کا احساس نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ دوسروں کی کیا تربیت کریں گے۔

(۷) اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ سورۂ لقمان میں کھلے بندوں تربیت کا مضمون شروع کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ
اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ
يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ
لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○

یعنی کمال حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کیا جائے۔ اس کا فائدہ خود شکر کرنے والے کو ہی پہنچتا ہے شکر کے اندر یہ بات پائی جاتی ہے کہ اس بات کی طرف نگاہ نہ کی جائے۔ کہ کن کن نعمتوں اور کن کن چیزوں سے محروم ہوں۔ بلکہ یہ سوچکر اللہ تعالیٰ کی حمد کی جائے کہ کون کون سی نعمتیں اور طاقتیں اور استعدادیں خدا تعالیٰ نے ازراہِ احسان مجھے عطا کی ہیں۔ اور میں کس طرح ان سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتا ہوں۔

پس تربیت کرنے کا ایک گُر یہ بھی ہے کہ کسی شخص کو یہ احساس دلایا جائے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کن کن نعمتوں کا مورد ہے اور کس طرح وہ ان سے کام لے کر ترقی کر سکتا ہے۔ اور ہر طرح سے اُسے مایوسی سے بچایا جائے۔ اور اس کو یہ بتایا جائے۔ کہ اس کے اندر فلاں فلاں ایسی استعدادیں موجود ہیں کہ اگر ان سے مفید کام لے تو وہ اس کو دین و دنیا میں سرخرو کر سکتی ہیں۔

(۸) تربیت کا آٹھواں گُر یہ ہے کہ انسان ایسی بات کرے جو مدلل ہونے کے علاوہ دوسروں کے جذبات پر بھی اثر کرے۔ جیسا کہ یہ آیت کریمہ ظاہر کرتی ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ۔

یعنی لقمان نے اپنے بیٹے کو وعظ اور نصیحت کرتے ہوئے کہا۔ وعظ اسی بات کو کہتے ہیں جو خیرخواہی اور اخلاص پر مبنی ہو اور دوسروں کے اندر نیک جذبات پیدا کرے۔

(۹) نواں گُر یہ کہ جس کی تربیت کرنی مقصود ہو اس کو محبت اور شفقت کا مورد بنایا جائے۔ اور محبت و شفقت بھرے الفاظ سے ہی اس کو مخاطب کیا جائے جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اس سورۃ میں يٰبُنَيَّ۔ یعنی اے میرے پیارے بیٹے کے الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔

(۱۰) دسواں گُر یہ ہے کہ سب سے مقدم نصیحت اور وعظ یہ ہونا چاہیئے کہ

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔

یعنی جس کی تربیت مقصود ہو اس کو یہ بتایا جائے کہ تمام دین و دنیا کی کامیابیاں اور بہترین تعلق باللہ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سچا عبد بننے ہی میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبودیت و خلیت میں کسی اور ہستی یا چیز کو شریک بنانا درحقیقت سب سے بڑا ظلم ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ اس سورۃ کی آیت نمبر ۲۹ میں فرماتا ہے کہ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ۔

یعنی تم سب کو فردی سطح پر اور من حیث القوم روحانی پیدائش اور پھر منازل ترقی کی طرف ابھرنا صرف ایک شخص کی پیدائش کی طرح ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری (دعاؤں) کو سننے والا اور تمہاری تمام (تدابیر) کو دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح ایک انسان کی جسمانی پیدائش کے بعد اس کی بتدریج نشوونما ہوتی ہے۔ یہی اس کی روحانی پیدائش اور نشوونما کا حال ہے جس طرح جسمانی بیماریوں کی اصلاح کے لئے طبیب کو موسم۔ عمر۔ صحت کی عام حالت اور جسمانی مزاج کو ملحوظ خاطر رکھکر علاج تجویز کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح سے روحانی تربیت کے لئے روحانی طبیب کا فرض ہے کہ وہ اس کے روحانی ماحول اس کی روحانی بیماریوں اور اس کے روحانی مزاج اور اس کے مؤثرات کا اچھی طرح سے علم حاصل کرے اور اس کے بعد روحانی علاج کے سلسلے میں کوئی مفید لائحہ عمل تجویز کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک حالیہ بیان میں فرمایا کہ قادیان کے زمانہ میں جب حضور انور صدر مجلس خدام الاحمدیہ تھے۔ تو آپ کے سامنے ایک نہایت ہی بگڑے ہوئے باغی قسم کے سرکش نوجوان کا کیس برائے سزا پیش ہوا۔ آپ نے اس سے باتیں کر کے معلوم کر لیا کہ وہ اپنے والد کی ناجائز سختی کا شکار ہے جس کی وجہ سے اس کے دل میں عام بغاوت کے جذبات بیدار ہو رہے ہیں۔ پس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بجائے اس نوجوان کو سزا دینے کے اسے صرف اتنا کہا۔ کہ میاں آج سے تم مجھے اپنا باپ سمجھو۔ اور جب بھی تم تمہیں کوئی تکلیف یا ضرورت پیش

Digitized By Khilafat Library Rabwah

آئے تو بلا تکلف میرے پاس آجایا کرو۔ حضور فرماتے ہیں کہ میرے اتنے رویّہ سے ہی اس نوجوان کے کردار میں زمین وآسمان کا فرق پیدا ہو گیا۔ اس مثال سے ظاہر ہے کہ ایک مربی کو نفسیات میں بھی کافی دسترس حاصل ہونی چاہیئے۔ تاکہ پہلے وہ کسی روحانی اور اخلاقی بیماری کے مرض کی تشخیص کرے اور اس کے بعد اس کا علاج تجویز کرے۔

آیۃ کریمہ مندرجہ بالا کا ایک اشارہ اس طرف بھی ہے کہ جس طرح ایک انسان پیدا ہوتا ہے اور بتدریج نشو ونما پاتا ہے۔ بالکل اس طریق سے اور انہیں اصولوں اور قوانین کی بنیاد پر جو جسم انسانی میں کارفرما ہوتے ہیں۔ مومنوں کی جماعت پیدا ہوتی اور پھر بتدریج روحانی منزل ہائے ترقی کی طرف اُبھرتی چلی جاتی ہے۔ اس مضمون کی تائید رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی کرتی ہے۔ کہ

تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ
تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ
وَتَوَاطُفِهِمْ كَالْجَسَدِ
إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ تَدَاعَى
لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ
وَالْحُمّٰى۔

یعنی تو مومنوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے میں باہم محبت کرنے میں اور ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں جسم انسانی کی طرح دیکھے گا۔ کہ اس کا اگر ایک جزو بیمار ہو جاتا ہے تو سارے جسم کے اعضاء بخار اور رات جاگنے کی تکلیف میں اس ایک بیمار عضو کی خاطر مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے ایک شعر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی جماعت کو جسم انسانی سے تشبیہہ دی ہے۔ فرماتے ہیں۔

تَوَمٌ كِرَامٌ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَهُمْ
كَانُوْا لِخَيْرِ الرُّسْلِ كَالْأَعْضَاءِ

یعنی صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بمنزلہ اعضاء وجوارح کے تھے۔ یعنی ان کی ہر حرکت وسکون آپ کے حکم ارادہ اور خواہش کے تابع تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے کے سارے معاشرے کی اصلاح کا بیڑہ اٹھانے والوں کا فرض ہے۔ کہ وہ معاشرے کی اصلاح کے لئے اُن قوانین کو مدنظر رکھیں جنہیں انسانی جسم کی بیماریوں کے علاج کے سلسلہ میں مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اگر تفصیل سے بیان کیا جائے تو یہ بحث ہی لمبا مضمون ہے۔ مختصراً اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اگر انسانی جسم کے کسی حصہ میں کوئی مادہ فاسد جمع ہو جائے تو یا اس کو کسی طرح تحلیل کر کے جسم سے خارج کیا جاتا ہے یا بعض اوقات انتہائی فساد کی صورت میں سرجن کے نشتر کے ذریعہ سے عضوِ ماؤف کو کاٹ کر علیحدہ کرنا پڑتا ہے۔ یہی اصول معاشرے کی تربیت اور اس کے روحانی واخلاقی علاج کے سلسلہ میں مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔

(نوٹ) (اس سلسلے میں اسلامی معاشرے کی خصوصیات"

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کے عنوان سے خاکسار کی طرف سے ماہنامہ انصار اللہ میں آٹھ قسطوں میں یہ مضمون شائع ہو چکا ہے دلچسپی رکھنے والے قارئین اگر تفصیلات پر آگاہ ہونا چاہیں تو ان مضامین کا مطالعہ کر سکتے ہیں)

جس طرح انسانی جسم میں اللہ تعالیٰ نے عصبی نظام۔ نظام دوران خون۔ نظام انہضام نظام تنفس۔ نظام اخراج مواد ردّیہ جاری کئے ہیں۔ بالکل اسی قسم کے نظام مومنوں کے ایک تندرست معاشرے میں بھی جاری و ساری ہوتے ہیں۔ جن کی تفاصیل قرآن کریم نے بیان کی ہیں۔ پس معاشرے کی اصلاح کرنے والے مربیان کا فرض ہے۔ کہ وہ دیکھیں کہ معاشرے کے بگاڑ اور فساد کا اصل سبب کیا ہے اور پھر اس کا علاج کریں۔

(۱۲) بارھویں نمبر پر اللہ تعالیٰ نے یہ گر بیان کیا ہے۔ کہ گو تربیت و اصلاح کرنے والا حقیقی وجود اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور تربیت کا سب سے بڑا حربہ دعا ہی ہے۔ تاہم تدابیر بھی ضروری ہیں دو قسم کی تدابیر جلالی اور جمالی بھی۔ موقع محل پر سختی بھی۔ موقع محل پر نرمی بھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ
اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ
النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي
إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ
اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

یعنی اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ دراصل یہ خدا ہی ہے جو ایک فرد یا قوم کی رات والی ظلمانی کیفیت کو دن والی نورانی کیفیت کے اندر داخل کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح سے دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی فرد یا قوم پر چھانے والی معنوی رات کو دن سے تبدیل کرنے کے لئے حقیقی موثر وجود اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ اور اس سے دعا کرنا ہی سب سے بڑا حربہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہماری جسمانی تربیت کے لئے ایک وقت مقررہ تک سورج اور چاند کو اپنے اپنے دائرہ عمل کام پر لگایا ہوا ہے اس طرح سے روحانی تربیت کے لئے بھی تمہیں جلالی و جمالی قوتوں سے اپنے اپنے مخصوص دائرہ عمل میں اور اپنے اپنے مخصوص وقت میں کام لینا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب خبردار ہے

خلاصہ کلام یہ کہ تربیت کے لئے سب سے مقدم دعا ہے۔ اور اس کے بعد جلالی و جمالی تدابیر کا اختیار کرنا بھی ضروری ہے جن کے حسین امتزاج سے صحیح نتائج پیدا ہوتے ہیں جب بھی کوئی غلط نتیجہ پیدا ہو۔ تو سمجھ لو کہ ان تینوں امور میں سے کسی بات میں کمی رہی ہے یا ان تدابیر کو

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اپنے وقت اور اپنے مخصوص دائرۂ عمل میں اختیار نہیں کیا گیا۔ جس طرح بچے کی تربیت کے لئے باپ کا جلالی وجود بمنزلہ شمس کے ہوتا ہے اور ماں کی ٹھنڈی اور پرشفقت چھاؤں چاندنی کی طرح ہوتی ہے۔ اسی طرح سے روحانی تربیت بھی جلالی دھوپ اور جمالی چاندنی کی محتاج ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے مناسب وقت صادر ہوں۔

اب حرفِ آخر یہ ہے کہ بچوں اور نوجوانوں کی تربیت میں سب سے بڑا دخل ماں باپ کا ہے اس کے بعد اساتذہ کا جو بمنزلہ ماں باپ کے ہوتے ہیں۔ اگر یہ مربی خود تربیت کے محتاج اور روحانی طور پر بیمار ہوں۔ تو پھر سمجھ لو کہ قوم کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ ؎

چیذ اے مرگ عیسٰےؑ آپ ہی بیمار ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے مردوں کو بھی اور ہماری عورتوں کو بھی علم دین سے پوری پوری وابستگی اور واقفیت ہونی چاہیئے۔ اور ان سنہری اصولوں کا علم ہونا چاہیئے۔ جو اس سلسلے میں قرآن حکیم نے پیش کئے ہیں۔

بالخصوص ہماری بچیوں کی تعلیم اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر ہونی چاہیئے۔ کہ انہوں نے قوم کی مائیں بننا ہے۔ نہ کہ نوکریوں کے حصول کے لئے۔ اسی لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

اگر تم پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو۔ تو احمدیت کی فتوحات حاصل ہو جائیں گی۔ (مفہوماً)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم قرآن حکیم کو پڑھیں اور زندگی بھر لائحہ عمل کے طور پر اس کو اپنا ئیں تا ہم مجسم قرآن بن جائیں۔ اور ہم سے وہ تمام برکات ظاہر ہوں۔ جو قرآن کریم کی برکات و انوار ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

ایک پنتھ دو کاج

ہر شخص اپنے بزرگوں کی روحوں کو ثواب پہنچانے کا متمنی ہے۔ اور اس کے بہت سے طریقے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ ان کی طرف سے کسی مستحق کے نام الفضل کا روزانہ یا خطبہ نمبر جاری کروا دیا جائے۔

اس طرح آپ اپنے بزرگوں کی روحوں کو بھی ثواب پہنچا سکتے ہیں۔ اور الفضل کی توسیع اشاعت کا موجب بھی بن سکتے ہیں۔ گویا کہ یہ ایک پنتھ دو کاج کا معاملہ ہے۔

(مینیجر الفضل - ربوہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

محترم مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی

اسلام کی دو نشأتیں

ابتداءِ اسلام سے ہی اسلام کی دو نشأتیں مقدر تھیں۔ پہلی نشأۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے وابستہ تھی جو تکمیل شریعت اسلامیہ کا زمانہ تھا۔ اور بطور بنیاد تھی۔ دوسری نشأۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضانِ اتم و اکمل کی بناء پر آپؐ کی روحانی ذریت کے بطلِ جلیل حضرت مسیح موعودؑ و مہدی مسعود کے زمانہ سے وابستہ تھی۔ اور وہ زمانہ بیانِ شریعت کا زمانہ تھا اور بطور نتائج غلبۂ اسلام کا۔ جس کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "تھلک الملل کلھا الا الاسلام" کہ اسلام کے سوا باقی مذاہب ناکارۂ محض ہو جائیں گے۔

ہر دو نشأتوں کے بارے میں قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے چنانچہ فرمایا۔

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ
خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ"

ان دونوں آیتوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کا ذکر اور کلام الٰہی جو اترنا شروع ہوا ہے اس کی تبلیغ و اشاعت کا ہی واضح حکم ہے۔ مگر اس کے بعد کی آیات

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ
الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ
الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ"

میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ذکر ہے جبکہ دنیا میں قلم کا زور ہوتا تھا۔ یعنی قلم سے اسلام کے خلاف تحریرًا اعتراضات کا انبار مہیا کیا جاتا تھا جس کے دفعیہ کے لئے "سلطان القلم" کو مبعوث کر کے اسلام کا دفاع کیا جانا مقدر تھا۔ جس کی طرف

"وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ"

میں بھی واضح پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ اس آخری زمانہ میں نہ صرف علوم کی کتابیں شائع ہوں گی۔ بلکہ مخربِ اخلاق کتابوں کا بھی زور ہوگا جن کی وجہ سے جہنم بھڑکائی جارہی ہوگی۔ آیت قرآنی

"وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ"

اسی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

(۲) "اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ" میں اسلام کی نشأۃِ اولیٰ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھایا جانا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ذریعہ صحابہ کرام کو تعلیم قرآن کا کیا جانا اور صحابہ
کے ذریعہ دنیا کو قرآن پڑھایا جانا ظاہر کیا گیا
مگر ساتھ ہی خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ
فرماکر آنحضرتؐ کے فرزند جلیل مسیح موعود علیہ السلام
کا ذکر فرمایا گیا۔ کہ اس کی پیدائش بھی معجزۂ الٰہی
ہوگا۔ کیونکہ بیانِ قرآن یعنی بیان علوم قرآن اسی
کے ذریعہ ہوگا۔ جوں جوں یہودیوں۔ عیسائیوں۔
آریوں اور دہریوں۔ اخلاق کے معلّمین کی طرف سے
نئی نئی تعلیم اخلاق پیش کئے جائیں گے اسلام کی صداقتوں کا
مقابلہ ہوگا۔ توں توں اسلام کا پہلوان قرآن کریم
کی صداقتوں سے کام لیکر علوم قرآن کو بیان کر کے
اسلام کی برتری ثابت کرے گا۔

(۳) "لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ
لِتَعْجَلَ بِهِ اِنَّ عَلَيْنَا
جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ فَاِذَا
قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ"

یہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام کی
نشأۃ اولیٰ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب ہم قرآن پڑھا
رہے ہیں تو تو اسے ہمارے حبیبؐ اس کی اتباع میں
دوسروں کو قرآنی وحی کی تبلیغ کر۔ پھر ساتھ ہی اسلام
کی دوسری نشأۃ کا ذکر بھی کر دیا اور فرمایا۔

"ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ"

یعنی پھر کسی دوسرے وقت تیرے افاضہ روحانیہ
کے نتیجہ میں جبکہ تیرا فرزند جلیل ہی اسلام کی نشأۃ ثانیہ
میں اسلام کا دفاع اور اسلام کی صداقتوں کو اجاگر
کرنیوالا یعنی مسیح موعود اور مہدی موعود آئیگا تو پھر بھی ہم
ہی اس قرآن کے علوم بیان کرنے کا انتظام کرینگے

(۴) الٰہی ابتداء اسلام کی مقدرات کی بنا دیرینہ مدنی
زندگی میں زیادہ وضاحت کے ساتھ فرمایا۔ "هُوَ
الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ" الآیۃ (جمعہ)
جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذاتی
بعثت کا ذکر تھا۔ جو امیین میں ہوئی اور خدا تعالیٰ
کی چاروں صفات مالک - قدوس - عزیز - حکیم
کے اقتضے کو پورا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ذریعہ "يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"
میں تعلیم دین اور تکمیل شریعت ہوئی۔ تو ساتھ ہی
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل مسیح موعود
ومہدی مسعود کا ذکر "وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا
بِهِمْ" (جمعہ) میں کر دیا گیا۔ تبھی صحابہ کرام نے اس
دوسری بعثت کی جب زیادہ وضاحت چاہی تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کندھے پر
ہاتھ رکھکر فرمایا۔ "لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا
لَنَالَهُ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ" (بخاری) یعنی جب
دنیا سے اسلام و ایمان اٹھ چکا ہوگا۔ اور بموجب آیت قرآنی
ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ (السجدہ)
یعنی قرآن ثریا پر جا چکا ہوگا۔ تو ان فارسیوں میں کوئی ایک
(یا پھر اسکی اولاد اور اولاد در اولاد جیسے) یا کئی نفوس
اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں قرآن کریم کو افضل ثابت کرنیوالے
ہونگے۔ جو جماعت احمدیہ کے خلفاء اور انکی بیان کردہ تفسیر قرآن!

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جناب نسیم سیفی صاحب

تعلّقِ خاطر

گرویدۂ خوشی ہیں نہ آزردگانِ غم
قسمت کی بات بات سے اب مطمئن ہیں ہم

کعبہ کی رہ میں کیوں نہ بھٹک جائے قافلہ
ہر گام پر ملیں جو تراشے ہوئے صنم

جو لے کے جا رہے تھے حرم کی طرف صلیب
منزل سے دور لے گیا ان کو ہر اک قدم

جانے کہاں سے آئی یہ پچھلے پہر صدا
آنکھوں کے اشک بھی تو نہیں موتیوں سے کم

تھا یہ ترے تعلقِ خاطر کا معجزہ
"آمد تمام شہر بہ لب بار پرسشِ اَلَم"[1]

مرنے کے بعد بھی نہ ملیں گے نسیم وہ
مرنے کی صدق دل سے جو کھاتے ہیں اب قسم

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مصرع۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

محترم پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود صاحب شاہد
تعلیم الاسلام کالج - ربوہ

انسان - کیمیائی نقطۂ نگاہ سے

علم کیمیا سائنس کی ایک نہایت ہی اہم شاخ ہے جو مادہ کی ساخت - پرداخت اور اس سے پیدا ہونے والے نتائج سے تعلق رکھتی ہے - اس علم کی رُو سے اس وقت تک ۱۰۳ مفردات کائنات میں معلوم کئے جا چکے ہیں - اور تمام جمادات - نباتات - اور حیوانات انہی مفردات یا ان مفردات کے مرکبات کا مجموعہ ہیں - چنانچہ انسان بھی انہی بعض مفردات اور ان کے مرکبات کی زینت ہے۔

انسانی جسم میں تقریباً ۶۲ فیصدی آکسیجن - ۲۱ فیصدی کاربن - ۹ فیصدی ہائیڈروجن اور ۲½ فیصدی نائٹروجن ہے - اور باقی اڑھائی فیصدی میں تقریباً پندرہ مفردات ہیں - جن میں سے زیادہ مشہور کیلشیم - فاسفورس - سوڈیم - کلورین اور گندھک ہیں - بعض مفردات جو نہایت ہی قلیل مقدار میں ہیں نہایت ہی گہرا اثر رکھتے ہیں اور ان کی عدم موجودگی زندگی کو ختم کرنے کا باعث بن جاتی ہے مثلاً لوہا یا آیوڈین - یہ تمام مفردات جسم میں بطور مرکبات حصہ لیتے ہیں - سوائے آکسیجن کے - کیونکہ جسم کی تخلیق ہی کچھ ایسے طور پر ہوئی ہے کہ تمام مفردات مرکبات کی حیثیت میں ہی رہ سکتے ہیں۔

بدن کی کیمیاوی ترکیب :-

انسانی جسم اپنی ساخت میں ایک جیسا نہیں ہے یہ اس کی شکل و صورت سے ہی واضح ہے اس میں بہت سے مختلف شکلوں کے اعضاء اور اعصاب ہیں جو کہ اپنی کیمیاوی شکل اور ساخت میں ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں اگر ہم جسم کے کسی حصّہ کا خوردبین کے ساتھ بغور معائنہ کریں - تو معلوم ہوگا - کہ یہ چھوٹے چھوٹے خانوں یا خلیوں سے مرکب ہے اس سارے جسم میں ایسے کروڑوں خُلیے ہیں - اور پھر یہ خلیے بھی اپنی جگہ اور کام کے لحاظ سے ایک دوسرے سے جدا ہیں۔

ہر خلیہ ایک خاص قسم کی گاڑھی سی رطوبت سے بھرا پڑا ہے - اس رطوبت میں زیادہ تر پانی ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ ٹھوس قسم کا مادہ جسے پروٹین کہتے ہیں - بھی ہوتا ہے - یہ پروٹین بہت ہی مرکب قسم کی کیمیاوی چیز ہے جس میں نائٹروجن بھی ہوتی ہے اگر اس کا فارمولا لکھیں - تو شاید یہ پورا صفحہ اس کے لئے درکار ہو - یہ پروٹین بھی کئی قسم کی ہیں - اور سب اپنی اشکال کیمیاوی میں مختلف ہیں - مگر سب میں نائٹروجن - ہائیڈروجن - آکسیجن اور کاربن ہوتی ہے - اس کے علاوہ ان میں لوہا - گندھک یا فاسفورس بھی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے۔ ہیموگلوبن جو کہ خون کے سرخ رنگت کا ذمہ دار
ہوتا ہے اور جس سے آکسیجن تمام بدن میں گھومتی ہے
بھی ایک پروٹین ہے جس میں لوہا ہوتا ہے
پلازما یعنی خون کی مایا جس میں سرخ اجزا لٹکتے
پھرتے ہیں۔ بھی پروٹین رکھتا ہے۔ لیکن اس کے
ساتھ کچھ نمک بھی حل ہوئے ہوتے ہیں۔ اس میں ہضم
ہونے کے بعد سادہ کیمیاوی مرکبات اس کے ذریعہ
انتڑیوں سے جسم کے تمام حصوں میں پہنچائے جاتے
ہیں۔ جہاں یہ جسم کے بننے اور بطور ایندھن (ریزرو
ایندھن) کے استعمال ہوتا ہے۔ مگر یہ ایندھن ریزرو
کی صورت میں رہتا ہے۔

ایندھن کا سٹوریج:۔

جسم اپنی حرارت کے لئے ایندھن کئی طریقوں
سے جمع کرتا ہے۔ جب کوئی شخص زیادہ خوراک کھا
لیتا ہے تو ہضم ہونے کے بعد بعض چیزیں بعض خلیوں
میں جمع ہو جاتی ہیں۔ جہاں کہ پھر یہ چربی میں تبدیل
ہو جاتی ہیں۔ چربی (Fats) گلیسرین اور تیزاب
مثلاً اسٹیرک ایسڈ وغیرہ سے مل کر بنتی ہے چنانچہ
ایک اہم مرکب جو کہ انسانی چربی میں ہوتا ہے۔
گلسرائل سٹیریٹ کہلاتا ہے۔ اس مرکب میں آکسیجن
اصولی لحاظ سے بہت کم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس
کے مفردات آسانی سے آکسیجن کے ساتھ مل سکتے
ہیں۔ اس لئے چربی کیمیائی قوت کے لئے ایک بہت
بڑا سٹور ہاؤس ہے۔

کاربوہائیڈریٹس:۔ یہ کاربن۔ ہائیڈروجن اور
آکسیجن کے مرکبات ہیں۔ جن میں ہائیڈروجن اور آکسیجن
پانی کی نسبت یعنی ۲ : ۱ سے ملی ہوئی ہیں۔ اپنی ساخت
میں یہ مرکب الکحل سے ملتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم
مرکب جو انسانی جسم میں ملتا ہے گلوکوس $C_6H_{12}O_6$ ہے
جو کہ ہمیشہ خون کے محلول میں رہتا ہے۔ یہ نہایت آسانی
سے آکسیجن کے ساتھ مل جاتا ہے اور جسم میں فوری قوت
پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ کمزوری کی حالت میں اکثر اسی کو
گھول کر پلایا جاتا ہے لیکن دوسرے کاربوہائیڈریٹس
کی طرح یہ چربی جیسی قوت پیدا نہیں کرتا کیونکہ
اس میں آکسیجن بہرحال چربی سے زیادہ ہے جب
گلوکوس آکسیجن کے ساتھ ملتا ہے تو پانی اور
کاربن ڈائی آکسائیڈ بنتی ہے۔ یہ کاربن ڈائی آکسائڈ
ایک فالتو شے ہے۔ اور خون میں رہتی ہے جہاں سے
یہ پھیپھڑوں میں پہنچا دی جاتی ہے۔ جو اسے باہر
دھکیل دیتے ہیں۔

گو بہت سا ایندھن چربی کی صورت میں جسم
میں جمع رہتا ہے تاہم جگر میں بھی فوری قوت پیدا
کرنے کے لئے کچھ ریزرو رہتا ہے یہ glycogen
یا جانوروں کی سٹارچ کہلاتی ہے یہ $C_6H_{10}O_5$
کا مرکب ہیں۔

پروٹین:۔

پروٹین ہمارے جسم کے بہت سے خلیوں کا
نہایت ضروری حصہ ہے۔ یہ بھی آکسیجن سے مل کر
چھوٹے مرکبات میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اور اس طرح
سے ہماری قوت کا باعث بنتی ہیں۔ مگر یہ اسی صورتوں میں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جب چربی اور کاربوہائیڈریس ختم ہو جاتی۔ نائٹروجن کے
مرکبات جو کہ اس کے ٹوٹنے سے بنتے ہیں۔ زیادہ تر
ٹھوس ہوتے ہیں اور پسینے کے ذریعہ حل ہو کر باہر
نکلتے ہیں مگر زیادہ تر گردوں کی راہ سے۔

کیراٹین:۔

Keratin۔ یہ ایک سخت سینگ کی طرح
پروٹین کا مرکب ہے۔ جو کہ بالوں۔ ہاتھ اور پاؤں
کے ناخنوں اور جلد کی بیرونی سطح کے مرکبات کا بڑا
جزو ہے۔ یہ دوسرے پروٹین سے اس بات میں مختلف
ہے کہ اس میں گندھک کافی ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے
کہ جب بال ناخن یا جلد جلتی ہے تو بدبو پیدا ہوتی
ہے کیونکہ یہ بدبو گندھک کے جلنے کی وجہ سے
ہوتی ہے۔

ہڈیاں اور دانت:۔

جسم کے بعض خلیے اپنے ارد گرد کیلسیم کے
مرکبات کی دیوار بنا لیتے ہیں۔ یہ دیواریں بڑھتی ہیں
اور ایک گری اور ٹھوس سی شکل اختیار کر لیتی ہیں
جسے ہم ہڈی کہتے ہیں۔ ہڈی میں قریبًا $\frac{2}{3}$ حصہ
معدنیاتی مادہ ہوتا ہے جس میں ۸۵ فیصدی کیلسیم
فاسفیٹ اور ۱۲ فیصدی کیلسیم کاربونیٹ ہوتا ہے
باقی کا $\frac{1}{3}$ حصہ پروٹین ہوتا ہے اور اس لئے یہ بھی
اپنی خاصیت کے لحاظ سے نامیاتی ہے۔ جوں جوں
انسان عمر میں زیادہ ہوتا ہے معدنیاتی مادوں کی نسبت
ہڈی میں زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اور نامیاتی مادہ
میں کمی۔ جس کی وجہ سے ہڈی ٹوٹنے میں آسان
ہو جاتی ہے۔

دانت ہڈی سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں
اور ان میں معدنیاتی مادہ کی نسبت اور بھی زیادہ
ہوتی ہے۔ دانتوں پر سفیدی اور چمک ڈینٹین کی
وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ قریبًا تمام کی تمام ہی معدنیاتی
مادہ سے بنی ہوتی ہے۔ اور پروٹین اس میں نہایت
ہی معمولی ہوتی ہے۔

خون:۔

کیمیاوی نقطۂ نگاہ سے کوئی دو انسانی
جسم بھی ایک جیسے نہیں۔ باوجودیکہ تمام جسم
ایک جیسی مشابہت رکھتے ہیں سب سے اہم اختلاف
ان کے خون میں پایا جاتا ہے۔ اسی لئے کسی کے
جسم میں خون داخل کرتے وقت یہ خیال رکھا جاتا ہے
کہ وہ خون قریبًا اس جیسا ہی ہو۔ خون کو چار مختلف
قسموں میں رکھا جا سکتا ہے۔ جو کہ اپنی کیمیاوی ساخت
میں نمایاں طور پر اختلاف ظاہر کرتی ہیں بعض قسمیں
تو ایک دوسری میں مل جاتی ہیں۔ اور کوئی حرج واقع
نہیں ہوتا۔ مگر بعض ملنے سے جم جاتی ہیں۔ یا سرخ
اجزا ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خون داخل کرتے
وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

چونکہ کاربن ڈائی آکسائیڈ بھی خون میں ہر وقت
رہتی ہے۔ جو کہ پانی کے ساتھ مل کر کاربانک ایسڈ
بنا سکتی ہے۔ جس کی وجہ سے خون میں تیزابی
اثر پیدا ہو سکتا ہے۔ اس اثر کو دور رکھنے کے
لئے خون میں کچھ ایسے نمک ہوتے ہیں۔ جن کا اثر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

الکلائن ہوتا ہے وہ تیزابی اثر کو مکمل طور پر ضائع کر کے اپنا اثر غالب رکھتے ہیں۔ اس قسم کے نمک Buffer Salts کہلاتے ہیں۔ یہ نمک کیمسٹری کے اور بھی شعبوں میں کام آتے ہیں۔ یہ نمک سوائے انتہائی زہر کے باقی تمام تیزابی اثرات کو زائل کرتے ہیں۔

غدودیں:-

جسم کے تمام حصوں میں خاص خاص مقامات پر چھوٹی چھوٹی کیمیاوی فیکٹریاں ہیں۔ جنہیں غدودیں کہتے ہیں۔ ہر غدود ایک خاص قسم کی رطوبت کو خارج کرتی ہے۔ جو کہ اسی سے تیار ہوتی ہے۔ ہر رطوبت دوسری تمام رطوبتوں سے کیمیاوی طور پر مختلف ہوتی ہے۔ جو جسم کے کسی بھی حصہ سے نکلتی ہے پسینے کی غدودیں ہلکی سی نمکین رطوبت خارج کرتی ہیں۔ جن کی وجہ سے جسم کی حرارت ایک خاص معیار تک رہتی ہے۔ جسم کی تیل کی غدودیں Esters پیدا کرتی ہیں۔ جو کہ جلد کو نرم اور ملائم رکھتی ہیں۔

بعض اندرونی غدودیں اپنی رطوبت کو خون کی نالیوں میں پھینکتی ہیں۔ یہ رطوبت ہارمونز Hormones کہلاتی ہیں۔ اور زندگی کو کام میں رکھنے والے عملیات کو چلانے کا اہم جزو ہیں۔ ان میں تھائی راکسین Thyroxin طبعی اور دماغی پرورش کے لئے ہے۔ اور Adrenalin ایڈرینالین دل اور پھیپھڑوں کو تیز کرتی ہے۔ اور جوش اور خوف کے وقت ہمیں زیادہ قوت دیتا ہے۔

Salivery glands اور Pan crees وغیرہ سے جو کیمیاوی رطوبتیں خارج ہوتی ہیں۔ ان سے اشیاء کے ہضم کرنے کا عمل واقع ہوتا ہے۔

Pan crees ہضم کرنے والی رطوبت کے علاوہ ایسے کیمیاوی مرکبات بھی خون میں پھینکتے ہیں جو کہ گلوکوس کو جو خون میں ہوتا ہے۔ آکسیجن ملانے میں ممد ہوتے ہیں۔ اگر یہ دوسری قسم کی Pan crees رطوبت کم ہو۔ تو بیماری جسے ذیابیطس کہتے ہیں۔ لگ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ شوگر خون میں جمع ہو کر گردوں میں چلی جاتی ہے اور پھر وہاں سے پیشاب کے ذریعہ خارج ہوتی رہتی ہے۔ ذیابیطس کا علاج Insulin دینے سے کیا جا سکتا ہے۔ جو کہ ہارمونز ہے جو جانوروں کے Pan creatic glands سے حاصل کیا جاتا ہے اور وہی کام دیتا ہے۔ جس کی کمی ہوتی ہے۔

غیر معمولی کیمیاوی عمل بھی بعض افراد کے جسم میں ہوتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں بعض اوقات مثانہ یا گردوں میں پتھری کا پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ پتھری عام طور پر کیلسیم آگزیلیٹ۔ کیلسیم کاربونیٹ۔ کیلسیم فاسفیٹ یا تینوں کا ہی مجموعہ ہوتی ہے عام طور پر یہ پتھری صرف ایک ہی مرکب ہوتا ہے۔ جس صورت میں یہ خاص شکل رکھتی ہے اور اس کے تیز کنارے مریض کیلئے سخت تکلیف دہ ہوتے ہیں پھر بعض اوقات بعض کیمیاوی عمل کا غیر جگہ پر واقع ہونے سے بعض پٹھے رسولی کی صورت میں بڑھ جاتے ہیں اسی طرح بعض خلیوں کے غیر معمولی طریق سے بڑھ جانے سے سرطان کی بیماری ہو جاتی ہے ۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

محترم جناب حکیم عبدالہادی صاحب

نعتِ سرورِ کائنات

روئے زمیں پہ دین کے سلطاں تمہی تو ہو
شمس و قمر سے بڑھ کے درخشاں تمہی تو ہو

دیں کے فلک پہ مہرِ درخشاں تمہی تو ہو
حسنِ جہاں میں یوسفِ کنعاں تمہی تو ہو

آئے تھے جس قدر بھی دنیا میں انبیاء
ہر شان میں سبھوں سے نمایاں تمہی تو ہو

لاریب لائے تھے تو صحائف بھی انبیاء
فخرِ رسل ہو صاحبِ قرآں تمہی تو ہو

ہے نہر گرچہ علم کی دُنیا میں ہر طرف
بحرِ علوم و منبعِ عرفاں تمہی تو ہو

تیرا وجود باعثِ تخلیقِ دو جہاں
دونوں جہاں کی رونقِ بُستاں تمہی تو ہو

ہر فرد بارِ منّتِ رحمت سے خم ہُوا
خلقِ خدا میں رحمتِ یزداں تمہی تو ہو

جور و جفا و ظلم و تعدی کے دَور میں
اب بیکسوں کے درد کے درماں تمہی تو ہو

دیں کا چمن تو بادِ خزاں سے ہے پائمال
شامِ نہاد و صبحِ گلستاں تمہی تو ہو

ابرِ سیاہ چھایا ہے دنیا میں ہر طرف
ظلمت کدہ میں شمعِ فروزاں تمہی تو ہو

ھادی پہ آج کیجے عنایت کی اک نظر
اس کی نظر میں آیتِ رحماں تمہی تو ہو

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے

تاریخ احمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل زمانہ کی حالت

غلبہ اسلام کی آسمانی تحریک کا پس منظر

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور اعلانِ ماموریت سے قبل زمانہ کی حالت کیا تھی؟ یہ سوال دو پہلوؤں سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔

اوّل یہ کہ ضرورتِ زمانہ بھی کسی نبی کی صداقت کی دلیل ہوا کرتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک صفت حکیم بھی ہے اور اس کا ہر فعل عمیق در عمیق حکمتوں پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ وہ جب بھی کسی نبی کو مبعوث کرتا ہے تو عین ضرورت کے وقت مبعوث کرتا ہے پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بعثت سے قبل کی حالت اس قدر خراب ہو چکی تھی کہ زمانہ اپنی اصلاح کے لئے کسی آسمانی مصلح کی آمد کا متقاضی تھا تو یہ امر بذاتِ خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک دلیل ہو گا۔

دوم یہ کہ کسی نبی کی عظمت، بلند شان، روحانی تاثیرات اور قوتِ قدسیہ کا اندازہ اس انقلاب اور تبدیلی کو دیکھ کر بھی لگایا جا سکتا ہے جو اس کے آنے کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی۔ نبی کے آنے سے قبل اور اس کے بعد پیدا ہونے والے انقلاب کے موازنہ سے اس نبی کی قوتِ قدسیہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور یہ موازنہ بھی نبی کی صداقت کا ایک ثبوت ہوتا ہے۔

پس ان ہر دو لحاظ سے یہ موضوع بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

بانیٔ اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل زمانہ کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی۔ ہر طرف ظلمت و گمراہی نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ خدائی مشیّت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مبارک ہوا۔ جہالت و گمراہی کی تاریکیاں دور ہوئیں۔ اور شرک و الحاد کا مرکز، توحید پرست باخدا لوگوں کا مسکن بن گیا۔ اسلام کو وہ عظمت و شوکت حاصل ہوئی جس کی مثال ناپید ہے۔ اس زمانہ میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَ
سَیَعُوْدُ غَرِیْبًا کَمَا بَدَأَ

کہ اسلام کا آغاز غربت اور کس مپرسی کے عالم میں ہوا تھا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اور ایک وقت آنیوالا ہے جب اسلام پھر غربت اور کس مپرسی کا شکار ہو جائے گا۔ نیز آپ نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر واضح الفاظ میں اپنی امت کے گمراہ ہو جانے کا ذکر فرمایا۔ آپ نے پیشگوئی کے طور پر فرمایا۔

" يَأْتِي عَلَى أُمَّتِي زَمَانٌ لَا يَبْقَى
مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا
يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ
مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ
خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى عُلَمَاؤُهُمْ
شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ
مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ
وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ "

(مشکوٰۃ باب العلم)

ترجمہ:- یقیناً میری امت پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ جب دنیا میں اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جائیگا اور اسی طرح قرآن مجید کے صرف الفاظ اپنی ظاہری صورت میں باقی رہ جائیں گے (حقیقی روح اور عمل اُٹھ جائے گا) اس زمانہ میں مسلمان کہلانے والوں کی مساجد تو بظاہر بہت خوشنما اور عالیشان ہوں گی لیکن وہ ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اس زمانہ کے علماء (کہلانے والے) آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے (کیونکہ وہ نہ خود شریعت پر عمل کریں گے اور نہ دوسروں کو اس امر کی تلقین کریں گے) ان مسلمانوں کے اندر سے مختلف قسم کے فتنے سر اٹھائیں گے اور ان میں ہی واپس لوٹ جائیں گے (یعنی ان کا وبال بھی مسلمانوں کے سر پر ہی پڑے گا)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے قبل کے حالات کا اگر طائرانہ نظر سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ صادق و مصدوق سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے بارہ میں جو خبر دی تھی وہ اس وقت بدرجہ اتم پوری ہو چکی تھی۔ اس پیش خبری کا ایک ایک لفظ حقیقت کا روپ دھار چکا ہے اور امت مسلمہ پہلے سے دی گئی خبر کے عین مطابق اسلام، قرآن اور اخلاق فاضلہ سے کوسوں دور جا پڑی تھی۔ چنانچہ اس زمانہ کے بارہ میں بھوپال کے نواب صدیق حسن خاں صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ واقعی مسلمانوں کی حالت اس مذکورہ بالا حدیث نبویؐ کے عین مطابق سخت مایوس کن اور تکلیف دہ ہو گئی تھی۔ انہوں نے اس حدیث نبویؐ کے ظہور کی لفظ بلفظ تصدیق کرتے ہوئے لکھا ہے:-

" یہاں تک کہ اب اسلام کا صرف نام
اور قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے
مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن
ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء
اس امت کے بدتران کے ہیں جو نیچے
آسمان کے ہیں۔ انہیں میں سے فتنے
نکلتے ہیں۔ اور انہیں کے اندر پھر کر
جاتے ہیں "

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۲)

الغرض نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبر اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ پوری ہو چکی تھی اور ہر طرف

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ظلمت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ اس زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس درد اور کرب کے ساتھ فرماتے ہیں:۔

بیکسے شد دینِ احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمدؐ کار نیست

ایں دو فکرِ دینِ احمدؐ مغزِ جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملت، قلتِ انصارِ دیں

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

یہ تین اشعار تو بطور نمونہ درج کئے ہیں درحقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نثر اور نظم میں اس زمانہ کی کیفیت کا نہایت ہی دردناک منظر بیان فرمایا ہے۔ اس زمانہ میں اسلام کی حالت اس خزاں رسیدہ چمن کی سی تھی جو ایک وقت میں تو سرسبز و شاداب اور لوگوں کے لئے باعث آرام و راحت تھا لیکن اب اس کا کوئی رکھوالی نہ رہا ہو۔ اس وقت میں اسلام کی مثال اُس ویران محل سے بھی دی جا سکتی ہے جو ایک وقت میں اپنی عمدگی اور خوبصورتی کی وجہ سے مرجع خلائق تھا لیکن اب اس کے محافظ خوابِ غفلت میں جا پڑے تھے!! الغرض اسلام پر اس زمانہ میں ایک عجیب بیکسی، کس مپرسی اور یتیمی کی حالت تھی جس کے تصور سے بھی دردمند مسلمانوں کے جسموں میں ایک کپکپی پیدا ہوتی ہے۔

اگر اس زمانہ کے مسلمانوں کے حالات کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں مسلمان عقائد اور اعمال کے لحاظ سے نہایت خراب حالت میں تھے۔

عقائد کی خرابی

عقائد کی خرابی کا یہ حال تھا کہ اسلام محض نام کو رہ گیا تھا۔ اور جس طرح حدیث نبویؐ میں بیان ہوا تھا۔ اس کی صحیح تصویر دنیا میں نظر آتی تھی۔ عقائد کے باب میں سب سے اہم بات ایمان باللہ ہے۔ یہ سب عقائد کی اساس اور بنیاد ہے۔ اس زمانہ میں لوگوں کا خدا پر ایمان اُٹھ گیا تھا بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا۔ کہ خدا کا حقیقی تصور ہی نظروں سے معدوم ہو چکا تھا۔ خدا تعالیٰ جو تمام صفاتِ حسنہ کا سرچشمہ ہے اس کی طرف بعض ایسی صفات منسوب کی جاتی تھیں جو اس کی شان سے بعید تھیں۔ خدا کو بعض صفاتِ حسنہ مثلاً تکلم وغیرہ سے محروم سمجھا جاتا تھا اور عملاً توحید پر ایمان و اعتقاد ختم ہو چکا تھا۔ جگہ جگہ پر ظاہری اور باطنی طور پر شرک ہوتا تھا۔ اور کوئی نہ تھا جو توحید کے حقیقی مفہوم کو آشکار کر سکے۔

ایمان باللہ کے بعد اسلام کا دوسرا رُکن فرشتوں پر ایمان ہے لیکن اس زمانہ کے لوگ ان کے بارہ میں بھی مسخ شدہ خیالات رکھتے تھے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ ملائکہ نعوذ باللہ گناہ بھی کر لیتے ہیں۔ ان کو خدا پر اعتراض کرنے والا اور ناپاک عورتوں کا عاشق قرار دیا جاتا تھا۔ پھر یہ سمجھا جاتا تھا کہ نعوذ باللہ ابلیس فرشتوں کا استاد تھا۔ ملائکہ کو مادی وجود خیال کیا جاتا تھا اور بعض سرے سے ان کے وجود کا ہی انکار کر دیتے تھے اور ان کو خدا کی قدرت کے خلاف قرار دیتے تھے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تیسرے نمبر میں آسمانی کتب ہیں ۔ اس بارہ میں بھی لوگوں کے خیالات عجیب و غریب تھے ۔ دوسری کتب کا کیا ذکر سب سے اعلیٰ اکمل اور ہر نوع ہر خرابی اور عیب سے پاک کتاب حکیم ۔ قرآن مجید کے بارہ میں لوگوں نے انتہائی شرمناک خیالات اختیار کر رکھے تھے ۔ مثلاً بعض کہتے تھے کہ موجودہ وقت میں رائج قرآن مجید مکمل نہیں ایک حصہ ضائع ہو چکا ہے ۔ بعض قرآن میں انسانی تصرفات کے قائل تھے ۔ بعض لوگ قرآن مجید کی بعض آیات کو منسوخ اور کالعدم قرار دیتے تھے ۔ حد تو یہ ہے کہ خود مسلمان کہلانے والے بھی بعض لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ قرآن مجید شیطانی دست برد سے محفوظ نہیں ہے ۔ ایک گروہ ایسا بھی پیدا ہو گیا ۔ جس نے قرآن کی عظمت کو بہت گرا کر پیش کیا ۔ اور اس کو حدیث کے تابع کر دیا ۔ ایک طبقہ اس خیال کا علمبردار تھا کہ یہ قرآن خدا کا کلام نہیں ۔ بلکہ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پر مشتمل ہے ۔ پھر ایک جماعت اس خیال کی علمبردار تھی کہ قرآن کا ترجمہ کرنا ناجائز ہے ۔ الغرض قرآن کریم کے بارہ میں عجیب و غریب اور انتہائی قابلِ شرم نظریات پائے جاتے تھے ۔ اور عملاً مسلمان کہلانے والوں نے اس کتاب مبین کو ایک بے فیض کتاب سمجھ کر اپنے طاقچوں کی زینت بنا رکھا تھا !

ایمانیات کا چوتھا رکن انبیاء علیہم السّلام پر ایمان لانا ہے ۔ اس بارہ میں بھی حقیقت سے بہت بعید اور روحانیت سے عاری عجیب و غریب تصورات پائے جاتے تھے ۔ انبیاء کو جو خدا تعالیٰ کے مقربین اور اس کی جانب سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں ایسی بد شکل میں پیش کیا جاتا تھا کہ ہر سننے والا ان کے بارہ میں غلط رائے قائم کر لیتا تھا ۔ مثلاً سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ انبیاء علیہم السّلام کو گناہگار اور راہ حق سے روگردانی کرنے والا قرار دیا جاتا تھا ۔ چنانچہ اس زمانہ کے نام نہاد مسلمانوں نے حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ ۔ حضرت ابراہیمؑ ۔ حضرت یوسفؑ ۔ حضرت یعقوبؑ ، حضرت داؤدؑ ، حضرت سلیمانؑ ۔ اور اسی طرح تقریباً ہر ایک نبی کو گناہگار ثابت کیا گیا ۔ حتیٰ کہ سب معصوموں کے سردار ، سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نہ چھوڑا ۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال و افعال کو ہدفِ تنقید بنانا شروع کر دیا ۔ آپ کے بارہ میں ناپاک روایات پیش کرنے اور شرمناک افعال آپ کی طرف منسوب کرتے کہ ایک سچے مسلمان کی غیرت ان کے بیان کی بھی اجازت نہیں دیتی ۔

اسلام کا پانچواں رکن یوم آخرت پر ایمان لانا ہے یعنی مرنے کے بعد کی زندگی اور جنّت و دوزخ کے برحق ہونے پر ایمان لایا جائے اس رکن ایمان کے بارہ میں بھی لوگوں کا ایمان اُٹھ گیا تھا ۔ اور جو اس پر ایمان کا اظہار کرتے تھے وہ اس کو ایک مبہم بے مقصد اور غیر یقینی بات قرار دیتے تھے ۔ جنّت کی نعماء کو لایعنی اور شاعرانہ نازک خیالی سے تعبیر کرتے اور جہنم کے عذاب کو ابدالآباد تک ممتد خیال کرتے

الغرض ایمانیات کے سب ارکان کے بارہ میں مسلمان کہلانے والوں کے عقائد میں شدید خرابی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

واقع ہو گئی تھی۔ آیئے اب قرآن کی عملی حالت کا جائزہ لیں۔

اعمال کی خرابی

فرد کا معاملہ ہو یا قوم کا، عقائد کی عمارت اعمال پر استوار ہوا کرتی ہے جس قسم کے عقائد ہوں گے۔ اس کے مناسب حال عمارت بلند ہوگی۔ اگر عقائد بُرے اور کھوکھلے ہوں تو ان کے ساتھ اعمال صالحہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس زمانہ کے مسلمانوں کے عقائد کی خرابی کا مختصر جائزہ ہم نے لیا۔ ان خراب عقائد کی موجودگی میں اچھے اعمال کی توقع ایک امید موہوم تھی اور عملاً بھی ایسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ کہ اس زمانہ میں اعمال کے لحاظ سے اُمتِ مسلمہ ضلالت و گمراہی کے تاریک خلاؤں میں بھٹک رہی تھی۔ جس کی کسی قدر تفصیل یہ ہے کہ اس زمانہ میں نام نہاد مسلمان نماز روزہ اور زکوٰۃ کے جیسے بنیادی احکام اسلام کے تارک تھے۔ حج کو ذریعہ معاش بنالیا تھا۔ ورثہ کے احکام کو نظر انداز کر دیا تھا۔ سود کا رواج عام تھا۔ اخلاق فی ضلہ نام کو نہ تھے۔ جھوٹ، خیانت بُزدلی، غداری غرضیکہ ہر خرابی مسلمانوں میں موجود تھی اور ان کا عملی نمونہ کسی کے لئے باعث ہدایت ہونے کی بجائے اسلام کے لئے ذلت و رسوائی اور بدنامی کا موجب تھا۔

مسلمانوں کی یہ بدحالی جس کا ایک مختصر سا خاکہ اوپر بیان ہوا ہے کوئی خیالی اور افسانوی امر نہیں ہے بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ہر منصف مزاج شخص کو اعتراف ہے اور اس زمانہ میں بھی اسلام سے ہمدردی رکھنے والوں نے اسلام اور اہلِ اسلام کی اس بدحالی کا اقرار کیا ہے۔

بانی سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانہ کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

> "یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ وہی زمانہ ہے جس میں دشمنوں کی طرف سے ہر ایک قسم کی بدزبانی کمال تک پہنچ گئی ہے اور بدگوئی اور عیب گیری اور افتراء پردازی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اب اس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور ساتھ اس کے مسلمانوں کی اندرونی حالت بھی نہایت خطرناک ہو گئی ہے صدہا بدعات اور انواع و اقسام کے شرک اور الحاد اور انکار ظہور میں آرہے ہیں۔" (تریاق القلوب)

پھر مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:۔

> "آج دنیا پھر تاریک ہے وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے ..... اور پھر اُسے بھول گئی ہے جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی۔ اس کا وہ پُرانا دکھ جس کے علاج کے لئے خدا کے رسولؐ نے آہ وزاری کی اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ تعالےٰ کے پاک ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا۔ آج پھر تازہ ہو گیا ہے جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہاںت

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سنے پھیلائی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا ویسی ہی تاریکی آج تہذیب اور تمدن کے نام سے پھیلی ہوئی ہے جبکہ اسلام اپنی غربت اولیٰ میں مبتلا ہے۔ اگر اس زمانے میں دنیا میں سب سے بڑی تاریکی بت پرستی تھی تو اس کی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے۔ اس وقت انسان پتھروں کے معبودوں کو پوجتا تھا آج خود اپنے تئیں پوجتا ہے خدا کی پرستش اس وقت بھی نہ تھی اور اس کے پوجنے والے آج بھی نہیں رہے۔ دنیا کی کونسی بیماری ہے جو آج پھر عود نہیں کر آئی؟ ...... انسان لہو ولعبِ حیات اور غرور و زخارفِ دنیوی کے نشہ سے شاید ہی کبھی اس درجہ مست ہوا ہوگا جیسا کہ اس وقت ہو رہا ہے۔ اس کی معصیت پرستی قدیمی ہے اور شیطان اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہ انسان ہے تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر و قاہر کبھی بھی نہ ہوئی تھی اور شیطان کا تخت اس عظمت اور دبدبہ سے کبھی بھی زمین کی سطح پہ نہ بچھایا گیا تھا جیسا کہ اب قائم و مسلط ہے۔" (الہلال جلد ۴ صفحہ ۳۰۳)

اور آخر ایسا کیوں نہ ہوتا؟ اس وقت میں مسلمان تو اسلام سے بے بہرہ تھے ہی۔ ان کی صحیح راستہ کی طرف راہنمائی کرنے والے علماء بھی اپنے اہم فرض سے غافل ہو چکے تھے۔ اس زمانہ کے علماء کی حالت زار کے بارہ میں نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں۔

"سو یہ بڑے بڑے فقیہہ یہ بڑے بڑے مدرس یہ بڑے بڑے درویش جو ڈنکا دینداری خدا پرستی کا بجا رہے ہیں ردِّ حق، تائیدِ باطل، تقلیدِ مذہب، تفتیدِ مشرب میں مخدومِ عوام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھو۔ تو دراصل پیٹ کے بندے نفس کے مرید، ابلیس کے شاگرد ہیں چند میں شکل از برائے اکل ان کی دوستی دشمنی ان کے باہم کا دو کد فقط اسی حسد و کینہ کے لئے ہے نہ خدا کے لئے نہ امام کے لئے نہ رسول کے لئے۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۸)

مسلمانوں کی اس المناک پستی اور خون کے آنسو رلانے والی حالت پر شعراء اسلام نے مرثیے لکھے اور اپنے قلبی جذبات کو بیان کیا۔ مولانا الطاف حسین حالیؔ نے اس زمانہ کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے کیا خوب کہا ہے:-

رہا دین باقی۔ نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

پھر وہ اسلام کو ایک باغ سے تشبیہہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

Digitized By Khilafat Library Rabwah

پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر
جہاں خاک اڑتی ہے ہر سُو برابر
نہیں زندگی کا کہیں نام جس پر
ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر
نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل
ہوئے رُوکھ جس کے جلانے کے قابل
چمن میں ہوا آ چکی ہے خزاں کی
پھری ہے نظر دیر سے باغباں کی
صدا اور ہے بُلبلِ نغمہ خواں کی
کوئی دم میں رحلت ہے اب گلستاں کی
تباہی کے خواب آ رہے ہیں نظر اب
مصیبت کی ہے آنیوالی سحر اب

پھر نہایت درد بھرے دل کے ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں التجا کرتے ہیں۔ کہ:۔

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دُعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقراء ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی، نہ دیا ہے
بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکمِ قضا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ اُمت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

شاعر مشرق علامہ اقبال نے بھی اس زمانہ کی پست حالت کا نقشہ کھینچا ہے اور کہا ہے:۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعثِ رُسوائی پیغمبر ہیں
بُت شکن اُٹھ گئے باقی جو رہے بُت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آزر ہیں
رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

پھر ایک اور جگہ کہتے ہیں:۔

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
(بانگ درا صفحہ ۲۲۵)

علامہ اقبال کے خیال میں اس زمانہ میں خرابیاں اس حد تک بڑھ چکی تھیں کہ اب ان کی اصلاح کا صرف یہی ایک راستہ باقی تھا کہ خدا آسمان سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلائے اور کسی بت شکن ابراہیم کو بھیجے جو مسلمان کے ظاہری اور باطنی بتوں کو پاش پاش کرکے صحیح اسلام کو قائم کرے۔ وہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ زمانہ کسی مصلح کا متقاضی ہے ان کا شعر ہے ؎

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اسلام پر بیرونی حملے

ایک طرف تو اسلام کی اندرونی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی۔ دوسری طرف اسلام کی اس کمزور حالت اور اہلِ اسلام کی اس غفلت سے فائدہ اُٹھا کر غیر مذاہب نے اسلام پر حملے کرنا شروع کر دیئے اور ہر طرف سے اسلام کو گھیرے میں لے کر اس کو رُوئے زمین سے نابود کرنے پر تُل گئے۔ اس تخریبی مشق میں سب مذاہب والے شریک تھے لیکن عیسائی لوگ اس میدان میں پیش پیش تھے انہوں نے ہر ممکن وسیلہ اختیار کیا اور ہر پہلو سے اسلام کو ضعف پہنچانے کی کوشش کی۔ ان کو اپنی ان کوششوں میں کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی جس نے ان کے حوصلے اور بھی بلند کر دیئے چنانچہ ان کو خیال ہونے لگا۔ کہ اب اسلام چند دنوں کا مہمان ہے اور عیسائیت اسلام پر غالب آجائے گی۔ اس کا اندازہ امریکہ کے مشہور پادری ہنری بیروز کی تقاریر سے لگایا جا سکتا ہے اس نے عیسائیت کی ترقی کا جائزہ لینے کے لئے ساری دنیا کا دورہ کیا۔ اسی سلسلہ میں جب وہ ہندوستان آئے تو اس نے اپنے دورہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے ایک پُرجوش بیان دیا۔ اس بیان میں اس نے اس بات کو ایک یقینی اور حتمی حقیقت کے طور پر پیش کیا۔ کہ بس اب اسلام کی صف لپیٹی جانے والی ہے اور عیسائیت سب مذاہب پر غالب آجائے گی چنانچہ پادری بیروز نے کہا:۔

"اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان میں ضوفگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورتِ حال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ، دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں (یعنی حجاز میں) بھی پہنچے گی اس وقت خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکّہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا اور بالآخر وہاں اس حق و صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تُو نے بھیجا ہے۔"

(بیروز لیکچرز صفحہ ۴۲)

کتنا لرزہ خیز ہے یہ بیان جو ایک پادری کے منہ سے بڑے پُر اعتماد انداز میں نکلا حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ اسلام کو رُوئے زمین سے نابود کرنے کے خواب کو شرمندۂ تعبیر ہوتے محسوس کر رہے تھے۔ ان کو نظر آتا تھا کہ اب اسلام پر حملہ کرنے کا صحیح وقت ہے۔ کیونکہ حرمین اسلام کے محافظ سوتے پڑے ہیں اور اسلام عملاً ایک

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جسدِ بے جان ہو چکا ہے۔ چنانچہ مولوی عماد الدین نے جو عیسائیت کے دامِ تزویر کا شکار ہونے کے بعد پادری عماد الدین کے نام سے مشہور ہوئے۔ اپنی کتاب میں لکھا:۔

"محمدی مذہب کے لئے اگرچہ ایک صورت تو ہے مگر اس میں جان ہرگز نہیں۔ اس لئے وہ ایک مُردہ دین ہے یا ایک پُتلا ہے جو آدمی نے بڑی کاریگری سے بنایا مگر اس میں جان نہ ڈال سکا۔"

(تعلیم محمدی ص۳۵ مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

ذرا اندازہ کیجئے۔ کہ اس وقت اسلام کی حالت کیا تھی۔ مسلمان نام کے مسلمان رہ گئے۔ عالم بے عمل ہو گئے حافظ خوابِ غفلت میں جا پڑے اور ہر طرف سے دشمن حملہ آور ہو گئے۔ اور ان کا اجتماعی حملہ اس قدر شدید تھا کہ ان کو اسلام کے نیست و نابود ہو جانے کا مکمل وثوق ہو گیا تھا۔ ایسی دردناک اور کس مپرسی کی حالت میں جبکہ اسلام اور اہلِ اسلام موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ ہر درد مند دل آستانہ الوہیت پہ سجدہ ریز ہو کر مدد کا طالب تھا۔ کیونکہ یہ ایسا نازک اور خطرناک موڑ تھا۔ جس سے خدائی مدد کے بغیر نجات کی کوئی صورت نہ تھی۔ اس زمانہ میں ایک کتاب "شوونِ حرمین" کے نام سے شائع ہوئی اس کے مصنف نے کس درد، کرب اور بے قراری کے ساتھ شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

"خدارا ایسی بے بسی اور نازک حالت میں اپنے نام لیواؤں پر رحم کرتے ہوئے امام آخر الزمان کو جلد بھیجئے۔ تاکہ ضعیف الایمان امت کے ایمان اور ایقان میں پھر بالیدگی کی رُوح پیدا ہو۔ اور ضلالت کا فقدان ہو۔ یا رسول اللہ! اب عقل اور اسباب ظاہری کا سہارا جاتا رہا۔ قویٰ بے کار ہو گئے ہمتیں پست ہو گئیں۔ خونخوارانِ تثلیث نے ان کو قعرِ مذلت میں اس طرح دھکیل دیا۔ کہ اب پھر اُبھرنے کی صورت نظر نہیں آتی۔ اے نبی اللہ! بتایئے کہ شکستہ دل اور زخموں سے چُور امت اپنے درد کی دوا کہاں پائیگی۔ اور کیونکر امامِ موعود علیہ السلام کے حضور اپنی فریاد پہنچائے گی۔ اب تو دل کے زخم کی ٹیس اور سوزش ناقابلِ اظہار ہے۔"

مسیح پاک کا ظہور

الغرض جب معاملہ اس حد تک پہنچ گیا۔ مسلمان عقائد و اعمال کی خرابی کا شکار ہو گئے، اسلام جسدِ بیجان کی طرح ہو گیا۔ خرمنِ اسلام پر خزاں چھا گئی۔ ہر طرف ویرانی، بدحالی اور ظلمت دکھائی دینے لگی اور اس پہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مستزاد یہ کہ غیر مذاہب نے اسلام کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اور ہر طرف سے حملے کرنے شروع کر دیئے اور یہ خیال کر لیا کہ اسلام اب چند روز کا مہمان ہے تو اس وقت رحمت حق جوش میں آئی اور اس نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر نظرِ رحمت فرمائی۔ ہاں وہ خدا جس نے وعدہ کیا تھا کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ
وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔

اسی خدا نے اپنے پسندیدہ دینِ اسلام کو پھر سے زندہ کرنے کے لئے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمایا۔ تا اسلام کو پھر سے ادیانِ باطلہ پر غالب کرے اور اسلام کو پھر وہ پہلی سی عظمت و شوکت حاصل ہو جس کا نظارہ آج سے چودہ سو برس قبل اہرِ فلک کج رفتار نے دیکھا تھا۔ چنانچہ خدا کا یہ نور جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں آیا اور اس نے بانگِ دہل یہ اعلان کیا کہ:۔

قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

مسلمان جو اس شدید تاریکی اور ظلمت دیکھکر مایوس ہو چکے تھے آپ نے ان شکستہ دل لوگوں کو نویدِ مسرت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائیگا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں"۔

اس زمانہ کے مسلمان اسلام کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ خدا کے اس فتح نصیب جرنیل نے ان کو حوصلہ دیا۔ کہ اے مسلمانو! گھبرانے کی ضرورت نہیں یاد رکھو کہ:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے"۔ (فتح اسلام)

آپ نے مسلمانوں کے اندر اسلام کی حقانیت اور اس کے کامل غلبہ کا یقین پیدا کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری قوت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا۔ اور اسلام فتح پائے گا حالانکہ علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیار ورں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ان کے لئے ہزیمت ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ۲۵۷ حاشیہ)

پھر آپ نے نہایت پُرشوکت الفاظ میں تحدّی کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آجکل تمام مذاہب کے لوگ جوش میں ہیں عیسائی کہتے ہیں کہ اب ساری دُنیا میں مذہب عیسوی پھیل جائے گا۔ برہمو کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں برہموؤں کا مذہب پھیل جائے گا۔ اور آریہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سب پر غالب آجائیگا مگر یہ سب جھوٹ کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں اب دنیا میں اسلام کا مذہب پھیلے گا۔ اور باقی سب مذاہب اس کے آگے ذلیل اور حقیر ہو جائیں گے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۲۳)

ایک طرف تو آپ نے مسلمانوں کو تسلی دلائی اور ان کیلئے اسلام کی کامل فتح یابیوں کے اسباب مہیا کئے دوسری طرف خدا کے اس پہلوان نے ہر محاذ کفر پر اعدائے اسلام کو للکارا اور ان پر حجت تمام کرتے ہوئے کہ اگر اب نجات صرف اسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر حاصل ہو سکتی ہے اور وہ دشمنانِ اسلام جو ہر طرف سے اسلام پر حملہ آور تھے اور اس کو چند دنوں میں ختم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے ان کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

کہ اے اسلام پر حملہ آورو! خوب کان کھول کھول کر سُن لو کہ:۔

"آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئیگی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مریگا۔۔۔۔ وہ تمام خراب استعدادیں بھی مرینگی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔۔۔۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ ٹوٹیگا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔"

(تبلیغ رسالت)

حرفِ آخر

مسیح محمدی علیہ السلام کا یہ باطل شکن علمی کارناموں کی وجہ سے اسلام کے درخت پر ایک تازہ نکھار آگیا اور دنیا میں ایک عالمگیر روحانی انقلاب کی بنیاد قائم ہوئی۔ آپ کے وجود سے دُنیا میں جو ربانی برکتیں ظاہر ہوئیں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد

وہ نئی شان میں ہر آن نظر آتے ہیں

مہرباں اُن کے جو دربان نظر آتے ہیں
باریابی کے یہ سامان نظر آتے ہیں

اُن کی رعنائی کی ہم حسن کی کیا بات کریں
وُہ نئی شان میں ہر آن نظر آتے ہیں

ساتھ اب کون مرا دشتِ جنوں میں دیگا
راستے عشق کے سنسان نظر آتے ہیں

آپ کے لطف و عنایات کے باعث مجھ کو
مرحلے سارے ہی آسان نظر آتے ہیں

نامہ بر کس کو بناؤں، کہ یہاں سب اُن کے
عشق میں چاک گریبان نظر آتے ہیں

اپنی بے مائیگی پر سخت پشیماں ہوں میں
اِس قدر آپ کے احسان نظر آتے ہیں

بے ثباتی ہے ہر اک چیز پہ یوں چھائی ہوئی
سب یہاں صورتِ مہمان نظر آتے ہیں

موت سے بچ نہ سکے جبکہ مسیحا و خضر
پھر کسے جینے کے امکان نظر آتے ہیں

دیکھ کر قدرتِ یزداں کے کرشمے ہر سُو
فلسفی ششدر و حیران نظر آتے ہیں

خاک کے ذرّوں کو اکسیر بنایا جس نے
اس کے خدّام بھی سُلطان نظر آتے ہیں

"طُور" ہوتا ہے کبھی مہبطِ انوار ترا
کبھی جلوے "سرِ فاران" نظر آتے ہیں

اب ترے فضل سے ہی پار سفینہ ہوگا
سر پہ آفات کے طوفان نظر آتے ہیں

چادرِ عفو گناہوں کو چھپا ڈالے گی
تیری رحمت کے یہ فیضان نظر آتے ہیں

کام پا جائیں گے انجام سب انشاءاللہ
شاد کیوں آپ پریشان نظر آتے ہیں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مکرم قریشی مسعود احمد صاحب ناصر۔ لائلپور

تمباکو نوشی

شاید آپ نے کبھی سوچا ہو۔ کہ سگریٹ کی تاریخ کیا ہے۔ اگر ہم اس کے متعلق اہم معلومات فوائد اور نقصانات سے آگاہ ہوں تو عین ممکن ہے سگریٹ نوشی کے متعلق ہمارا زاویہ نظر یکسر بدل جائے نیز بعید نہیں کہ ہمارے بعض سگریٹ نوشی کے عادی احباب فوراً اس سے بیزار ہو کر اسے ترک کر دیں۔

تمباکو کے پودے کا اصل وطن امریکہ ہے سب سے پہلے نیکوٹ نامی ایک پرتگالی شخص نے اسے دریافت کیا۔ اور اس کا نام اس نے اپنے نام کی مناسبت سے نیکوٹیانا (Nicotiana) رکھا۔ اور بعد میں اس کے زہر کو نیکوٹین (Nicotine) کا نام ملا۔

سب سے پہلے تمباکو کا استعمال وہیں سے شروع ہوا۔ اس کے وطن کے لوگ بڑے اشتیاق سے اسے خوش آمدید کہنے لگے۔ انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ اس کے استعمال میں بے شمار نقصانات پنہاں ہیں۔ شاید وہ اس تلخ حقیقت سے اس لئے غافل رہے کہ اس وقت سائنسی ترقی عروج پر نہ تھی۔ اور اس لئے اس پر زیادہ تحقیق نہ کی جا سکی۔ بہر حال سب سے پہلے امریکہ میں اس کا استعمال شروع ہوا۔ اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے ممالک میں وسیع ہوتا گیا۔

اور تمباکو پینے والوں کی تعداد میں سرعت سے اضافہ ہونے لگا۔ سب سے پہلے جیمز اوّل کے زمانہ میں اس فضول رواج کے تدارک کے لئے بعض قوانین بھی مرتب کئے گئے لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ بلکہ بجائے کمی کے ہر روز اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ حتی کہ عورتوں نے بھی مردوں کے دوش بدوش اس کا استعمال شروع کر دیا۔ (وہ بھلا پیچھے کیوں رہ جائیں!) گذشتہ تین سالوں میں اس ضمن میں جو اعداد و شمار حاصل کئے گئے ہیں ان سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سگریٹ نوشی کا رجحان کس قدر تشویشناک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

۶۴-۱۹۶۳ء میں تیرہ ارب چھہتر کروڑ بہتر لاکھ سگریٹ تیار ہوئے۔

۶۵-۱۹۶۴ء میں انیس ارب اسی کروڑ اکتالیس لاکھ سگریٹ تیار ہوئے۔

۶۶-۱۹۶۵ء میں تیس ارب ترانوے کروڑ چونتیس لاکھ سگریٹ تیار ہوئے۔

یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ مغربی ممالک کی اندھا دھند تقلید میں ہمارے ملک میں بھی نوجوان بلکہ ہر طبقہ اور شعبہ کے لوگوں میں سگریٹ نوشی کا ذوق اور رجحان تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ ان باذوق

Digitized By Khilafat Library Rabwah

عوام میں اضافہ کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان میں سگریٹ سازی کی صنعت روز بروز ترقی کر رہی ہے وزارتِ داخلہ حکومت مغربی پاکستان کے ایک کتابچہ کے مطابق تیس لاکھ تیرہ ہزار روپے کا سگریٹ روزانہ استعمال ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ تمباکو نوشی کی دیگر اقسام مثلاً بیڑی۔ پائپ۔ سگار اور حقہ وغیرہ کا استعمال اس کے علاوہ ہے

سگریٹ دیکھنے میں تو نہایت چھوٹی۔ نازک اور دلکش معلوم ہوتی ہے مگر سائنس دانوں نے تحقیق کے بعد معلوم کیا ہے کہ اس کے دھوئیں میں ۳۰۰ مختلف اجزاء شامل ہوتے ہیں جن میں رقیق مادے اور گیسیں بھی شامل ہیں۔ تمباکو کے مضرِ صحت اجزاء میں نکوٹین سرِ فہرست ہے۔ نیکوٹین سوکھے پتوں میں بھی موجود رہتی ہے۔ اور جب تمباکو کو سلگایا جاتا ہے تو یہ دھوئیں کے ساتھ مل کر پھیپھڑوں میں داخل ہو جاتی ہے اور پھر نکوٹین جسم میں جذب ہو جاتی ہے اس کے علاوہ نکوٹین کی کچھ مقدار لعابِ دہن میں شامل ہو کر انتڑیوں میں جاتی ہے۔ اور اس طرح نظامِ ہضم متاثر ہوتا ہے۔ معدہ پر بھی اس کا خاصا اثر پڑتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں معدہ کی رطوبت میں نمک کے تیزاب کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ جس کے باعث معدہ میں زخم ہو جاتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ نکوٹین بلغمی غدود پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور اس سے بننے والی رطوبت پیشاب کے بننے اور اخراج میں حائل ہوتی ہے نکوٹین کا ۵ سے ۱۵ فیصد حصہ پیشاب کے راستہ جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ نظامِ قدرت کی وجہ سے ہم اتنی مقدار نکوٹین کی مقدار سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ ورنہ اس کا جسم میں موجود رہنا اور بھی زیادہ نقصان دہ ہوتا۔ اس کی باقی مقدار جسم میں موجود رہتی ہے جس سے دل۔ دماغ۔ دورانِ خون معدہ اور گردے متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن تنفسی مرکز پر یہ بالواسطہ اثر انداز ہوتی ہے۔ تمباکو سے خارج ہونے والی گیس کاربن مانو آکسائیڈ زہریلی ہوتی ہے جسم کے مذکورہ اجزاء کے علاوہ اس کا اثر نظر پر بھی پڑتا ہے جس کی وجہ سے زیادہ عمر کے لوگوں کی نظر دھندلا جاتی ہے۔

سگریٹ نوشی کے نتیجہ میں جن مہلک امراض کا یقینی خطرہ ہے اس کی تفصیل لکھتے لکھتے قلم تھک جائے گی کاش انسان کی عقلِ سلیم اسے بہت جلد احساس بخش دیتی تو ان عجیب و غریب امراض کا وجود مشاہدے میں نہ آتا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ سگریٹ نوشی کے عادی حضرات ان تلخ حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے ترک کر دیں۔

اس مختصر سے مضمون میں سائنس دانوں کی تحقیقات کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا جا رہا ہے جو شاید سگریٹ نوشی کے بھیانک نقصانات کی غمازی کر سکے۔ یہ کوئی افسانہ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی چند حقائق ہیں۔ جنہیں کوئی زیرک اور روشن فہم شخص جھٹلا نہیں سکتا۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹروں نے سب سے پہلے سنہ ۱۹۳۰ء میں اس
خدشہ کا اظہار کیا کہ تمباکو نوشی کا پھیپھڑوں کے
سرطان سے تعلق ہے بدقسمتی سے دوسری جنگ
کی وجہ سے اعداد و شمار اکٹھے کرنے میں تاخیر ہو گئی
اس کے علاوہ دو برطانوی سائنسدانوں ڈال اور
ہل اور دو امریکی سائنسدانوں ونڈر اور گراہم
کا تحقیقی کام سنہ ۱۹۵۰ء تک طبع نہ ہو سکا اور اس طرح
نسل انسانی سگریٹ نوشی کے خطرناک نتائج سے
آگاہ نہ ہو سکی۔ یہ سائنسدان متفقہ طور پر اس
نتیجہ پر پہنچے کہ خصوصاً سگریٹ نوشی بیماریوں کے
آغاز کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ امریکی
ڈاکٹر گراہم ان حقائق سے اس قدر متاثر ہوئے
کہ انہوں نے سگریٹ نوشی ترک کر دی۔ لیکن افسوس
یہ ہے کہ انہوں نے سگریٹ نوشی کو آخری عمر میں
ترک کیا۔ جبکہ وہ اپنا اثر کر چکی تھی۔ اس وجہ سے
وہ پھیپھڑے کے کینسر کا مریض ہو گئے اور آخر یہی
مرض جان لیوا ثابت ہوا۔

چند سالوں سے یہ خیال زور پکڑتا جا رہا ہے
کہ پھیپھڑوں کا سرطان تمباکو نوشی کے باعث ہوتا
ہے اور تمباکو نوشی کے ساتھ ساتھ سرطان کے مرض
میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ چنانچہ
حالیہ اعداد و شمار کے مطابق تقریباً ۲۵ ہزار افراد امریکہ
میں اس موذی مرض سے لقمۂ اجل بن چکے ہیں امریکہ
میں ایک اندازہ کے مطابق سنہ ۱۹۱۰ء میں ۱۳۸ سگریٹ
فی کس سالانہ اوسط تھا۔ مگر اس میں رفتہ رفتہ اضافہ
ہوتا گیا اور آخر سنہ ۱۹۶۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق
فی کس اوسط ۳۹۸۶ سگریٹ ہو گیا۔ اور اس میں
ابھی مزید اضافہ ہو رہا ہے۔

مندرجہ ذیل نقشہ میں صرف پھیپھڑوں کے
سرطان سے مرنے والوں کی تعداد کا تناسب یوں رہا۔

سنہ ۱۹۳۲ء — ۳۰۰۰ افراد
سنہ ۱۹۴۰ء — ۳۲۶۰۰ ″
سنہ ۱۹۵۲ء — ۴۰۰۰۰ ″
سنہ ۱۹۶۲ء — ۵۷۸۰۰۰ ″

مندرجہ بالا اعداد و شمار کا تجزیہ کرنے سے
یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ہر دس سال میں اموات
کا تناسب تقریباً دس گنا ہوا ہے۔

امریکن کینسر سوسائٹی (Cancer Society)
کی رپورٹ کے مطابق سگریٹ نوشی یا تمباکو نوشی
کے نتیجہ میں مندرجہ ذیل اہم اور قابلِ ذکر عوارض
لاحق ہو جاتے ہیں۔ (ا) پھیپھڑے کا سرطان۔
(ب) شریانوں کا عارضہ (ج) پرانی کھانسی
اور (د) معدے کا کینسر۔ اس سوسائٹی کے سینیئر
وائس پریذیڈنٹ کے ایک بیان کے مطابق صرف
امریکہ میں ہر سال پھیپھڑے کے سرطان سے مرنے
والوں کی تعداد ۵۰ ہزار ہے اس کے علاوہ ہر سال
تین لاکھ افراد کو شریانوں کے عوارض لاحق ہوتے
ہیں سنہ ۱۹۵۵ء میں امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کے
سالانہ اجلاس میں اس تحقیق کو اور بھی تقویت حاصل
ہوئی کہ پھیپھڑوں کا سرطان تمباکو نہ پینے والوں میں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بہت کم ہوتا ہے زیادہ سگریٹ پینے والوں کی موت کا باعث اکثر پھیپھڑوں کا سرطان ہی ہے اور پھیپھڑوں میں سرطان کے اضافہ کا سبب تمباکو نوشی میں اضافہ ہے اور تمباکو کے استعمال کو ترک کر دینے سے اس میں خاطر خواہ کمی واقع ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر ڈال اور ہل کے ۱۹۵۱ء اور پھر ۱۹۵۸ء میں لئے گئے جائزہ کے مطابق پھیپھڑوں کے سرطان کی وجہ سے شرح اموات سگریٹ نہ پینے والوں کی نسبت ۴ فی صد زیادہ رہا۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ دبزنگ دھوئیں کو جو لوگ کشید کرتے ہیں وہ ۹۰ فیصد نکوٹین جذب کرتے ہیں اور دھوئیں کو فوراً باہر نکالنے والے صرف ۱۰ فیصد نکوٹین جذب کرتے ہیں اسی وجہ سے تمباکو نوشی کرنے والوں میں شرح اموات شہری علاقوں کی نسبت دیہاتی علاقوں میں قدرے زیادہ پائی گئی۔

ڈاکٹر ڈال اور ہل نے ۲۵ مختلف امریکی ریاستوں کا سروے کیا اور تحقیق کرنے کے بعد مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا۔

۱۰ سگریٹ روزانہ پینے والوں میں ۴۰ فیصد افراد پھیپھڑوں کے سرطان کا شکار ہوئے۔

۲۰ سگریٹ روزانہ پینے والوں میں ۷۰ فیصد افراد پھیپھڑوں کے سرطان کا شکار ہوئے۔

۳۰ سگریٹ روزانہ پینے والوں میں ۹۰ فیصد افراد پھیپھڑوں کے سرطان کا شکار ہوئے۔

اس جائزہ سے عیاں ہے کہ جوں جوں یومیہ سگریٹ میں اضافہ ہوتا گیا۔ پھیپھڑوں کے سرطان کی مرض میں بھی بتدریج اضافہ ہوتا گیا۔ پس وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ سگریٹ نوشی کا سرطان سے گہرا تعلق ہے اس قسم کے تجربات دوسرے جانوروں مثلاً چوہوں پر کئے گئے اور مصنوعی طور پر سگریٹ کا دھواں اُن کے اندر داخل کیا گیا۔ ان تجربات نے بھی ثابت کر دیا کہ سگریٹ کے دھوئیں میں پائے جانے والے مرکبات سرطان کا مرض پیدا کرتے ہیں۔

سائل کمیشن آف فزیشن کی ایک رپورٹ کے مطابق سگریٹ کا دھواں سانس کی نالیوں کے لئے سخت ضرر رساں ہوتا ہے۔ اور سگریٹ پینے والے نہ پینے والوں کی نسبت ۷۰ فیصد اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں رپورٹ کے مطابق دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ عام آدمی کے دل کی دھڑکن نکوٹین کے استعمال سے ۱۰ سے ۲۰ مرتبہ بڑھ جاتی ہے اس کا اثر سگریٹ نوشی کرنے والی عورتوں پر بھی دیکھا گیا۔ اور تحقیق کے مطابق اس نتیجہ پر پہنچے کہ پیدائش کے وقت ان عورتوں کے بچہ کا وزن عام وزن سے تقریباً ۵ پونڈ کم ہوتا ہے۔ اس قسم کی تحقیق واشنگٹن میں ڈارن نے بھی شروع کی۔ تحقیق کے مطابق ۲۹۳۷۵۸ آدمیوں نے اپنی زندگیوں کا بیمہ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۰ء کے درمیان کروایا۔ ان کے بارہ میں مختلف کوائف مثلاً سگریٹ نوشی شروع کرنے کی عمر۔ یومیہ سگریٹ کی تعداد۔ بیماری کی نوعیت اور موت کی وجہ وغیرہ مہیا کئے گئے۔ اور اس تحقیق کو مزید تقویت حاصل ہوئی۔ کہ سگریٹ پینے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

والوں میں پھیپھڑوں کا سرطان زیادہ ہوتا ہے۔

سگریٹ نوشی کا ایک نمایاں اور بڑا فائدہ یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ دماغی الجھنوں کو کم کرنے میں مدد دیتی ہے اور اس سے دماغ کو سکون اور راحت نصیب ہوتی ہے۔ بہرحال سگریٹ نوشی کے نفسیاتی پہلو کے پیش نظر جس قدر بھی فوائد اور نقصانات ہیں وہ کسی بھی حالت میں بھی اس سے لاحق ہونے والی خطرناک بیماریوں اور نقصانات پر سبقت نہیں لے جا سکتے۔ ان نقصانات کو مدنظر رکھتے ہوئے چند عارضی فوائد کو بڑی آسانی سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

یہ درست ہے کہ انسان کسی بھی عادت کو یکدفعہ ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ ایسا کر سکتا ہے اور اس سلسلہ میں چین کے ستر کروڑ عوام کی مثال موجود ہے وہ جو افیون کھانے والے مشہور تھے۔ انہوں نے اس عادت کو ترک کر کے ثابت کر دیا کہ مضبوط قوت ارادی سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ آپ جیسے باعزم افراد صرف یہ کہ تمباکو نوشی کے نقصانات کو بار بار ذہن میں دہرائیں۔ اور دل کو یہ کہنے پر مجبور کریں۔ کہ تمباکو نوشی یقیناً صحت کے لئے مضر ہے۔ اس کے ترک کرنے کا مصمم ارادہ کریں۔ تاکہ یہ عادت پھر عود نہ کر آئے۔ اکثر لوگ محض ارادہ کی کمزوری کے باعث اس کو ترک نہیں کر پاتے ورنہ مضبوط قوت ارادی کے راستہ میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔

خدا کرے ہم خدا تعالیٰ کی صفت سبحان کے مظہر بننے کے لئے سب تقاضوں کو مدنظر رکھیں اور ہر عیب سے منزہ اور ہر فضول بات سے مبّرہ ہو جائیں۔ تا خدائے پاک ہم سے پیار کرنے لگے کہ یہی ہماری منزل اور راہ ہے۔ یہی ہمارا نصب العین ہے:

بقیہ صفحہ ۳۵

بقیہ صفحہ ۳۵

انقلاب آیا۔ اس کو ہر صاحب بصیرت بچشم خود مشاہدہ کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے دنیا کو ایک ظلمت کدہ پایا۔ اور بقعۂ نور بنا دیا آپ نے اسلام کو کمزور و ناتواں پایا۔ اور ادیان باطلہ پر غالب کر دیا۔ آپ نے اہل اسلام کو مایوس اور شکستہ دل پایا۔ اور ان میں زندگی کی نئی روح پیدا کر دی۔ یہ عظیم الشان اور عالمگیر روحانی انقلاب آپ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے:

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
(مینیجر)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

عبدالمنان صاحب فیاض
متعلم تعلیم الاسلام کالج ربوہ

تقویٰ کی ضرورت و اہمیت

تقویٰ کے لغوی معنے ہیں جعل النفس فی وقایۃ مما یخاف۔ یعنی خطرے والی چیزوں سے نفس کو حفاظت میں رکھنا۔ اور اللہ تعالیٰ کو آفات سے بچنے کے لئے ڈھال بنالینا۔

قرآن کریم میں تقویٰ کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کے بارہ میں حضرت ابوہریرہ سے کسی نے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ کانٹوں والی جگہ پر سے گزرو تو کیا کرتے ہو۔ اس نے کہا یا اس سے پہلو بچا کر چلا جاتا ہوں یا اس سے پیچھے رہ جاتا ہوں یا آگے نکل جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ بس اسی کا نام تقویٰ ہے یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مقام پر کھڑا نہ ہو۔ اور ہر طرح اس جگہ سے بچنے کی کوشش کرے

ایک شاعر ابن المعتز نے ان معنوں کو لطیف اشعار میں نظم کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:۔

خل الذنوب صغیرھا و
کبیرھا ذاک التقی
واصنع کماشٍ فوق ار
ض الشوک یحذر ما یریٰ
لا تحقرن صغیرۃً
ان الجبال من الحصی

یعنی گناہوں کو چھوڑ دے خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے یہ تقویٰ ہے اور تو اس طریق کو اختیار کر جو کانٹوں والی زمین پر چلنے والا اختیار کرتا ہے۔ یعنی وہ کانٹوں سے خوب بچتا ہے۔ اور تو چھوٹے گناہ کو حقیر نہ سمجھ کیونکہ پہاڑ کنکروں سے ہی بنے ہوئے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد اول ص۳۲)

تقویٰ کا یہ تقاضا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کا خوف پیدا کرے اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈال لے۔ اور نہ صرف یہ کہ اپنے نفس کو ہر قسم کے خوف سے بچائے۔ بلکہ گناہوں کے قریب بھی نہ جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو اعمال صالحہ کی روح بتایا ہے۔ جس کے بغیر اعمال میں روحانیت پیدا نہیں ہوتی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوتے۔ تقویٰ کے ساتھ اعمال میں تروتازگی اور شگفتگی پیدا ہوتی ہے۔ تقویٰ اخلاق اور حسن کردار کی جڑ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

تقویٰ انسانی شخصیت کی تشکیل میں مرکزی اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ تقویٰ انسان کو اس رستے پر چلنے سے باز رکھتا ہے۔ جس پر چلکر انسان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہلاکت کے گڑھے میں جاتا ہے۔

تقویٰ کی اہمیت :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (سورۃ البقرہ) کہ نیک انجام صرف تقویٰ کے ساتھ ہوتا ہے باقی راستہ میں ہی رہ جاتے ہیں اور منزلِ مقصود تک صرف متقی ہی پہنچتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى (سورۃ البقرہ) کہ اصل نیکی تقویٰ ہے اور ایک موقع پر خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (سورۃ البقرہ) کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ محبّت رکھتا ہے۔ یہ ایسا مقام ہے جس پر پہنچکر ایک عاجز انسان کو خدائے قدوس کی الفت اور محبت حاصل ہوجاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے وجہ یہ ہے کہ پرہیزگاری ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے۔ اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے۔" (ایام الصلح صفحہ ۱۰۰)

قرآن حکیم اس حقیقت کو واشگاف کرتا ہے کہ تقویٰ کے بغیر عبادات کی کوئی قدر و قیمت اور وقعت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں حج کے بارے میں یہ حکم دیا۔ کہ سفر پر چلنے سے قبل زادِ راہ کا بھی انتظام کرلو۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا۔ کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ قربانیوں کے بارے میں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو ذبیحوں کا خون اور گوشت نہیں پہنچتا۔ بلکہ تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ جس کا مقام دل ہے۔ روزوں کے بارے میں بھی بتادیا کہ گذشتہ لوگوں کی طرح تم پر روزے اس لئے فرض کئے گئے۔ تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ "شعائر الٰہی کی تعظیم اور تکریم بھی تقویٰ کا ایک جزو ہے"۔ اپنے بدن کو ڈھانپنے کے لئے لباس بہت ضروری ہے۔ مگر اس بارے میں بھی اسلام یہ تعلیم پیش کرتا ہے کہ "بہترین لباس، لباسِ تقویٰ ہے"۔ ایک مومن اسی وقت زمرۂ متقین میں شامل ہوسکتا ہے۔ جب وہ مشتبہ اور مشکوک چیز کو اس لئے چھوڑدے۔ کہ اس میں کہیں خرابی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نہ ہو۔

تقویٰ نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔ تقویٰ انسان کو دروغ گوئی اور بداعمالی سے بچاتا۔ اور دوسروں کے حقوق و فرائض کی نگہداشت کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"ضروری ہے کہ نیک عملی اور راستبازی
اور تقویٰ میں آگے قدم رکھو۔ کہ خدا
ان کو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔
ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت
موسیٰ علیہ السلام جو سب سے زیادہ
اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے۔
تقویٰ کی برکت سے فرعون پر کیسے
فتحیاب ہوئے۔" (ایام الصلح)

تقویٰ کا حکم ہر زمانہ اور ہر دور میں رہا ہے جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۔

(سورۃ النساء رکوع ۱۹)

کہ ہم نے ہدایت کی تھی ان کو جنہیں تم سے پہلے کتاب
دی گئی تھی۔ اور تمہیں بھی ہدایت کی۔ کہ اللہ سے
تقویٰ رکھو۔

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو حسن عملی کی بنیاد
قرار دیا ہے۔ تقویٰ کے دامن سے ہر وقت وابستہ
رہنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر عظیم
ہے۔ قرآن مجید میں متقین کی رفعت اور عظمت
کا جگہ جگہ ذکر آیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ عاقبت
کی کامیابی متقی لوگوں کا حصہ ہے۔

اور متقی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ہر لمحہ کامیابی اور کامرانی کی بشارت آتی ہے۔
اور ان کے چہروں پہ بشاشت رہتی ہے اللہ تعالیٰ
متقی کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اور خود ان
کو اپنی کفالت میں لے لیتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں
کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ اور یقین
ہوتا ہے اس لئے انہیں کوئی خوف بھی مغلوب
نہیں کر سکتا۔ سورۃ یونس میں ارشاد ہے۔ کہ
اللہ تعالیٰ کے دوستوں پہ کوئی خوف مسلط نہیں
ہوتا۔ اور وہ غمزدہ نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد مومنوں اور تقویٰ رکھنے
والوں کو دشمن کی فریب کاریوں اور حیلہ سازیوں سے
بچاتی ہے۔ قرآن حکیم میں بتایا گیا ہے۔ کہ اگر
تم ثابت قدم رہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ تو
دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ دنیا سے
محبت کرنے والوں اور خدا تعالیٰ کے حکم کی
نافرمانی کرنے والوں کے ہاں عزت وحرمت
کا معیار مال و زر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے
ہاں عزت کا معیار تقویٰ ہے ارشادِ ربانی ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقٰكُمْ ۔ (سورۃ الحجرات ع ۲)

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ترین انسان وہ
ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ لوگوں کے ہاں
تو دولت میں فخر ہے۔ لیکن حقیقی شرف تقویٰ
میں ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

پس اگر کسی نے اپنی رُوحانی بیماریوں کو دور کرنا ہو۔ اور اپنے قلب کی اصلاح کرنی ہو اور اُسے اللہ تعالےٰ اور پیارے آقا محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کے تابع رکھنا ہو اور طہارت اور پاکیزگی پیدا کرنی ہو۔ اور اس میں ترقی کرنی ہو۔ تو وہ ہر ایک بُرائی اور فحش کلامی سے کنارہ کش ہو کر تقویٰ کی راہوں پہ قدم مارے۔ کیونکہ اخلاق اور اعمال کی اصل جڑ تقویٰ ہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب کشتیٔ نوحؑ میں فرماتے ہیں:۔

"چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے۔ کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔"

عمدہ اور معیاری کنفکشنری کیلئے

چمن کنفکشنری ورکس نوابشاہ

سے رجوع کریں

پروپرائٹر

محمد اسحاق محمد یوسف کریانہ مرچنٹ

نوابشاہ۔ فون نمبر ۱۸۰

اہالیان ڈرگ روڈ کیلئے خوشخبری

مناسب قیمت :۔ معیاری کام

سوتی اور اُونی کپڑوں کی عمدہ دُھلائی

اور رنگائی کے لئے

رشید ڈائیرز اینڈ ڈرائی کلینرز

ڈرگ روڈ کینٹ بازار کو یاد رکھیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مرکزی پلان کار عمل

قسط دوم

شعبۂ مال

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ

(لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ تو انہیں کہہ دے کہ اپنے اخراجات کو کم کرو اور روپیہ بچا کر خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو)

(۱) نئے سال کے لئے فارم تشخیص بجٹ مرکز کی طرف سے مجالس کو بھجوا دیئے جائیں گے مجالس انہیں احتیاط سے مکمل کر کے ۱۰۔ ظہور (اگست) تک مرکز کو بھجوا دیں۔ جن مجالس نے گزشتہ سال کے بجٹ تشخیص کر کے نہیں بھجوائے وہ اب اِس طرف فوری توجہ کریں اور بجٹ آمد تشخیص کر کے بھجوا دیں۔

(۲) مجالس مشخصہ بجٹ خدام و اطفال کی وصولی کے لئے ابتدائے سال سے باقاعدگی کے ساتھ کام شروع کریں۔

(۳) جو خدام گزشتہ سال نا دہندہ تھے مجالس ان کی فہرستیں مرتب کر کے ان کے بارے میں خاص توجہ دے کر ان کو امسال دہندہ بنانے کی پوری کوشش کریں۔

(۴) مجالس وصول شدہ چندہ جات کی رقوم ہر ماہ کی بیس تاریخ تک مرکز میں بھجوا دیا کریں۔

(۵) دورانِ سال تمام مجالس وصولی کے تین ہفتوں کا اہتمام کریں۔

پہلا ہفتہ: یکم تا ۷، تبلیغ (فروری) دوسرا ہفتہ: یکم تا ۷، احسان (جون) تیسرا ہفتہ: یکم تا ۷، اخاء (اکتوبر) اِس کے علاوہ دیہاتی مجالس ماہِ ہجرت (مئی) میں گندم کی فصل کے موقع پر بھی ایک ہفتہ وصولی کا اہتمام کریں۔

(۶) مجالس عطایا تعمیر ہال کی طرف غیر معمولی توجہ دیں اور حسبِ فیصلہ شوریٰ ۶۹ء اُن کے ذمہ جو رقوم لگائی جا چکی ہیں کم از کم ان کی سَو فیصدی ادائیگی کے لئے ہر ممکن کوشش کریں اور ہر خادم سے اس مدّ میں کچھ نہ کچھ چندہ ضرور لیں۔

(ii) اور مرکز کی طرف سے جن حضرات کو عطیہ کے لئے تحریک کی جائے گی ان سے بھی وصول کریں گی۔

(iii) نیز مجالس مرکز کو اپنے اپنے حلقہ کے مخیّر حضرات کی فہرستیں بھجوائیں گی تا ان کو عطیہ کے لئے مرکز کی طرف سے تحریک کی جا سکے۔

(۷) مجالس اپنی مساعی کی ماہوار رپورٹ معیّن اعداد و شمار کے ساتھ بھجوائیں گی۔

(۸) مجالس مقامی ضروریات تربیتی کلاسز و اجتماعات کے لئے عطایا اکٹھے کرنے کے لئے قبل از وقت اجازت حاصل کریں گی۔ عطایا با شرح چندوں کی طرح خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی رسید بُکوں پر وصول کریں گی اور عطایا کا آمد و خرچ کا حساب باقاعدہ رکھیں گی اور ایک نقل مرکز میں بھجوائیں گی۔

(۹) ختم شدہ رسید بُکیں مراقب مرکزیہ کی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

پڑتال کے بعد مرکز میں بھجوائیں گی۔

(۱۰) خدام کے چندہ کی شرح حسب ذیل مقرر ہے:-

چندہ مجلس:- بر سرِ روزگار خدام سے ان کی ماہوار آمد پر ایک پیسہ فی روپیہ ماہوار یعنی ماہوار آمد کا ۱/۶۴ مگر کسی بر سرِ روزگار خادم کے لئے کسی صورت میں چندہ مجلس کے بجٹ کی شرح تیس پیسے ماہوار سے کم نہیں ہوگی۔ مڈل تک کے طلباء سے پندرہ پیسے ماہوار اور ہائی کلاسز اور کالج کے طلباء سے تیس پیسے ماہوار۔

چندہ سالانہ اجتماع:- ہر خادم کم از کم ایک روپیہ سالانہ ادا کرے لیکن ایک سَو روپے سے زائد آمد رکھنے والے خدام اپنی ایک ماہ کی آمد کا ۱/۴۰ سالانہ ادا کریں۔

نوٹ:- ہر مجلس ذمہ دار ہوگی کہ اپنے چندہ مجلس کے بجٹ کا ۸۰ فیصد حصہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو بھجوائے بقیہ ۲۰ فیصد مجلس اپنی مقامی ضروریات پر خرچ کر سکتی ہے جس کا حساب رکھنا ضروری ہے۔ دیگر چندہ جات پُورے کے پُورے مرکز خدام الاحمدیہ کو بھجوائے جائیں ۔

مضمون نگار خدام کے نام

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے آپ کو حضرت سلطان القلم کی روحانی فوج میں داخل ہو کر اسلام کے غلبہ کے لئے قلمی جہاد کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور جہاد بالقلم ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ ظاہر فرمایا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی میں جماعت احمدیہ بھی اس کام میں مصروف ہے۔ ماہنامہ "خالد" جو مجلس خدام الاحمدیہ کا ترجمان ہے اس کی غرض و غایت بھی یہی ہے۔ کہ نوجوانوں کو اس جہاد کے لئے تیار کیا جائے اس لئے خدام کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی قلمی استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جب بھی موقع ملے "خالد" کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور لکھیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل ہدایات مدّنظر رکھیں:-

۱- تبلیغی اور تربیتی مضامین کے علاوہ سائنس، تاریخ، زراعت اور حالاتِ حاضرہ کے متعلق بھی مضامین لکھا کریں۔

۲- مضمون مختصر مگر جامع ہونا چاہیئے۔ (۳) مضمون میں حشو و زوائد سے پرہیز کیا جائے۔ اور مضمون کو عنوان کی حدود کے اندر رکھا جائے۔

۴- مضمون میں مندرج حوالہ جات کو " " کے درمیان لکھا جائے اور مکمل حوالہ دیا جائے۔

۵- قرآن کریم کی آیات، احادیث اور دیگر فارسی، عربی عبارات کو بغیر ترجمہ کے تحریر میں نہ لائیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

۶۔ جو مضمون آپ ارسال کریں۔ اس کی ایک نقل اپنے پاس رکھ لیں۔ آپ کا مضمون شائع نہ ہونے کی صورت میں ادارہ آپ کو وہ مضمون عام طور پر واپس نہیں کر سکتا۔

مندرجہ بالا شرائط اور ہدایات کے مطابق جو مضامین ادارہ کو موصول ہوں گے۔ انہیں انشاءاللہ خالد میں جگہ دی جائے گی۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ آپ کا مضمون شائع ہو یا نہ ہو۔ آپ کو بہر حال لکھتے رہنا چاہیئے:

(ادارہ)

خدمتِ خلق اور وقارِ عمل کی ایک مثالی رپورٹ

مجلس خدام الاحمدیہ کرونڈی ضلع خیرپور کے سامنے خاکسار (قائد علاقہ) نے غرباء کی امداد کے لئے ایک پروگرام پیش کیا۔ جسے مجلس نے بخوشی قبول کر لیا۔ پروگرام کے مطابق چار ایکڑ گندم کٹائی پر لی گئی۔ جس کی کٹائی چھ من گندم مقرر ہوئی۔ تمام خدام کو اطلاع دی گئی۔ کہ $\frac{۴}{۴۲}$ ۹ کی صبح کو گندم کے کھیت میں وقار عمل ہوگا۔ چنانچہ صبح ۶ بجے وقتِ مقررہ پر وقارِ عمل شروع ہوا۔ جس میں پندرہ خدام اور تین انصار نے بھی حصہ لیا۔ بارہ بجے تک دو ایکڑ گندم کاٹنے کے بعد باقی گندم کاٹنے کا پروگرام کسی اور وقت پر ملتوی کر دیا گیا۔ پھر $\frac{۴}{۴۸}$ ۱۳ کو وقار عمل منایا گیا۔ جس میں ۲۱ خدام ۴ انصار اور ۳ اطفال شامل ہوئے ایک بجے تک سارا کام ختم کر دیا گیا۔ اور گندم اکٹھی کر دی گئی۔ اس وقار عمل میں خدام نے بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ بعض خدام ایسے بھی تھے۔ جنہوں نے کبھی گندم نہیں کاٹی تھی۔ انہوں نے بڑے جوش سے کام کیا۔ جس کا دیکھنے والوں پر گہرا اثر ہوا۔ اور اسی طرح اس وقار عمل سے ۶ من گندم غرباء کے لئے جمع ہو گئی۔ وقارِ عمل کے اختتام پر مکرم چوہدری لال دین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرونڈی نے دعا کروائی اور یہ پروگرام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا:

(قائد خدام الاحمدیہ علاقہ خیرپور ڈویژن از کرونڈی)

خالد میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے۔

(مینیجر)

Regd. L. No. 5850 June 1960

Digitized By Khilafat Library Rabwah

زراعتی ٹریکٹر کے خریداروں کے لئے خوشخبری
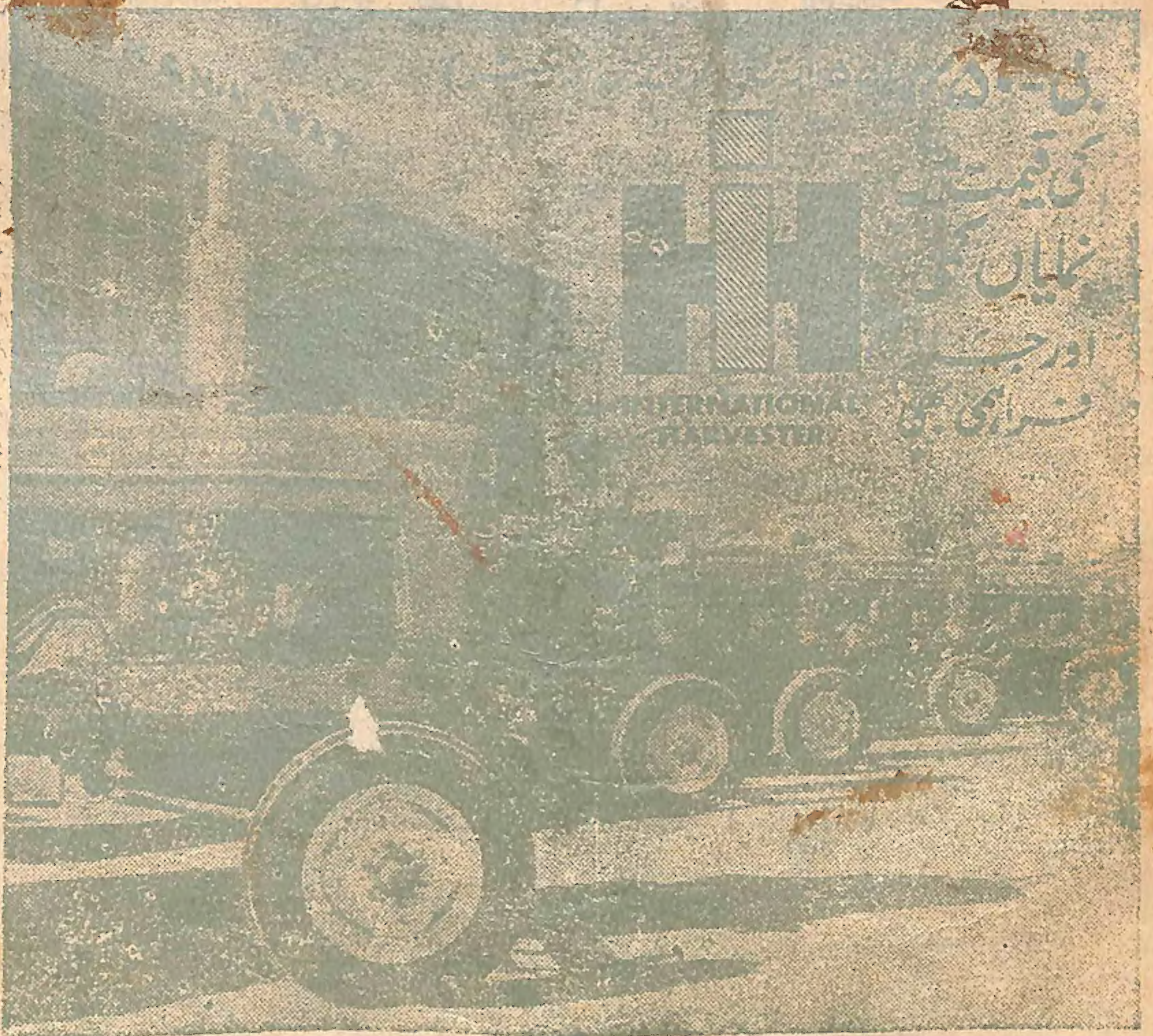
بی-۵۰۴ کی قیمت میں نمایاں کمی اور جلد فراہمی بھی

INTERNATIONAL HARVESTER

پرانی قیمت :- ۱۶,۳۴۰/- روپے

موجودہ قیمت :- ۱۴,۵۵۵/- روپے

انٹرنیشنل ہارویسٹر کے اعلیٰ معیار اور بہترین کارکردگی کی بے مثال روایات سو سال سے قائم ہیں۔ پاکستان میں بھی انٹرنیشنل ہارویسٹر بی-۵۰۴ ٹریکٹر بے حد مقبول ہے۔ محدود تعداد میں انٹرنیشنل ہارویسٹر بی-۵۰۴ کی قیمت میں اس نمایاں کمی کے فخریہ اعلان کا مقصد پاکستان کو غلہ کی پیداوار میں خود کفیل بنانا ہے۔

پاکستان کے ہر بڑے شہر میں ڈیلر موجود ہیں۔

اپنے آرڈر جلد بک کرا دیجئے۔
پہلے آیئے پہلے لے جایئے

انٹرنیشنل ہارویسٹر بی-۵۰۴ ٹریکٹرز صرف ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بینک آف پاکستان کے قرضے سے خریدا جا سکتا ہے۔ قرضہ حاصل کرنے کے متعلق مشورہ کیلئے ہم سے یا ہمارے قریبی ڈیلر سے رجوع کیجئے۔

شاہنواز لمیٹڈ

۱۹- ویسٹ وہارف روڈ کراچی - فون :- ۲۲۲۰۲۱-۵
۸۲- مال روڈ - لاہور - فون :- ۹۳۱۷۱-۲
۳۲۹- بی پشاور روڈ - راولپنڈی - فون :- ۹۲۹۱۷
۱۷- مال روڈ - پشاور چھاؤنی - فون :- ۳۱۷۹

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.